TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222473
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. د - ش ۸۹۱۵۴۳۱۵ Accession No. ۱۷۵۴۳

Author نثیر محمد خان

Title دیوان گویا ۱۸۸۵ء

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعون صانع کن فکان و فضل خلاق زمین و زمان

مطبع نامی منشی نولکشور مین بحسن زیبایش منطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہار مین ہوا گر ساقیا گلاب قلم
کھلے یہ غم سے بنی شیشۂ شراب قلم

عروس فکر کو دکھلائیگا شباب قلم
کرے ہے ادا دستی کیونکہ نہ اب خضاب قلم

قلم بناؤن جو منقار عندلیب کا مین
نہ بوستان دسوا پھر لکھے کتاب قلم

لکھا ہے وصف جو اوس سرو تیری قامت کا
بنا ہے مصرعۂ شمشاد کا جواب قلم

صفت لکھون اگر اوس چشم نیمخواب کی مین
ہو مثل سبزۂ خوابیدہ مست خواب قلم

خیال زلف مین مانند شاخ سنبل تر
ریاض فکر مین کھاتا ہے پیچ و تاب قلم

ریاض دہر مین ہے بعد رنج راحت بھی
کہ پھول کھلتے ہین ہوتا ہے جب گلاب قلم

یہی اشارہ ہے اب چشم مست ساقی کا
کہ وصف کشتی مے مین چلے شتاب قلم

اگر مری گل مضمون کی وہ صفت پوچھے
صریر سے وہین بلبل کو دے جواب قلم

مطلع

کرے صریر سے وصف اوس رخ کتابی کا — رکھے یہ نوک زبان مطلب کتاب قلم
یہ کیا ہے دخل کوئی بات بچ کے رہ جائے — کہ صید ساری ہین مضمون اور عقاب قلم
نہ کام لکھنے سے ہے اے جنون نہ پڑھنے سے — رکھی ہے طاق پہ مدت سے یان کتاب قلم
خیال اگر خط مشکین کا ہو دم تحریر — تو بے مداد لکھے نامے کا جواب قلم
کہو فلک سے تصدق ہو مثل پروانہ — کہ وصف رخ سے بنا شمع ماہتاب قلم
بیاض چشم پہ لکھوں مین حسرت دیدار — اگر بنے مژۂ دیدۂ پر آب قلم
لکھوں مین دیکھ کے قلمین رخ مخطط پر — کتابی چہرے سے پیدا ہوئی کتاب قلم
نہیں ہے ڈر مجھے روز حساب کا ناصح — نہ لکھ سکے گا مرے جرم بےحساب قلم
ہمارے خط کو اگر پڑھ سکے یار اے قاصد — اوٹھائے ہاتھ مین اپنے بے جواب قلم
نہ چل سکے کبھی مانند پاے خواب آلود — ہو بخت خفتہ کی خوبی سے مست خواب قلم
صدا ہے تار ہے نال قلم مین او مطرب — لکھی جو تیری صفت ہنگیار رباب قلم
اگر لکھوں صفت چشم مست ساقی مین — بنائے دائروں کو ساغر شراب قلم
لگائیگا مجھے نیزے یہی ہے بس تعبیر — دیے ہین یار نے مجکو میان خواب قلم
جو وصف زاغ کمان لکھو او شکار انداز — تو اپنے ہاتھ مین ہو صورت غراب قلم
مین وہ ہون ساغر معجز رقم سن او بلبل — صریر سے تری نالو نکا دے جواب قلم
اگر ڈبوئیے شنجرف مین بے تحریر — یقین ہے صورت گلگون چلے شتاب قلم
بھلا ہے فائدہ کیا ایسی ہرزہ گوئی سے — زبان خراب نکر خانمان خراب قلم

۳

مطلع

دیوان

ہما ہوا ہے تری مدح سے وہ اے مولا | جو میرے ہاتھ میں تھا صورت غراب قلم
صفت ترے در دندان کی گر بیان کرے | زبان دھونے کو مانگے گہر کی آب قلم
لکھوں میں شرح جو تیرے کلام رنگین کی | کرے مداد کو رنگینی سے شہاب قلم
ہے تیری مدح کا غفلت میں بھی خیال مجھے | بسان نبض ہے جاری میان خواب قلم
میں رشک گلشن جنت کہوں نیستان کو | جو وصف شیر خدا میں لکھے کتاب قلم
لکھوں ترے سر مجروح کا جو مرثیہ میں | تو جائے اشک سیہ روئے خون ناب قلم
ہوا ہے جس سے کہ تحریر دفتر تقدیر | وہ تیرے ہاتھ میں ہے یا ابو تراب قلم
صفت لکھوں میں اگر تیرے روی روشن کی | تو میرے ہاتھ میں ہو شمع ماہتاب قلم
لکھا جو نام ترا لوح پر ہوا ممتاز | کہ چوب خشک کو حاصل ہوا خطاب قلم
ہوا تو دست بقبضہ نہ حرف حق کلمہ | زمین پہ تو نے رکھا یا ابا تراب قلم
تو تیرے دشمن موذی کا نام میں لکھوں | تو کھائے سانپ کے مانند پیچ و تاب قلم
چلے گا تیرے عدو کی جو صورت | کہاں سکے زمانے میں رکے گا پا تراب قلم
صریر کلک سے ہو شور الامان پیدا | جو تیغ پہ لگے لکھنے ترا عتاب قلم
لکھے جو وصف تری تیغ شعلہ افشان کی | بنائے طائر مضمون کو کبھی کباب قلم
صریر کلک سے زہرہ ہو آب آتش کا | اگر لکھے صفت شعلۂ عتاب قلم
تری نسیم عدالت سے لے کے گرم گستر | ریاض نظم میں ہوتا نہیں گلاب قلم
شہا یہ تیری عدالت کا گرم ہے بازار | کبھی ہوا نہ سر شمع ماہتاب قلم

الہی تا کہ رہے صفحۂ جہان قائم / الہی تا کہ رہے دہر مین کتاب قلم

جہان مین شاہ ولایت کے دست مین ہے / بجز ثواب نہ اونکے لکھے عذاب قلم

جو دوستون کو سمجھتے ہین دشمنان علیؑ / تو اونکی سر کو کرے تیغ بوتراب قلم

علیؑ کا صفحۂ عالم مین جو کہ دشمن ہو / تو رو سیہ کرے اپنی طرح شتاب قلم

لکھا کرون مین سدا وصف ساقی کوثر / پیالے دائرے ہون کیفی شراب قلم

اگر مرون مین الہی تو خاک سے میری / ہر اک کفن پہ لکھے نام بوتراب قلم

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

برنگ گل جسے اب دیکھیے وہ خندان ہے / بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہے

بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا / کہ شوق سیر مین سرو چمن خرامان ہے

بہار باغ مین کیا کیا کھلا رہی ہے گل / شگفتہ غنچۂ منقار عندلیبان ہے

چمن مین کیجے اشارہ جو سوی نخل حنا / تو ساتھ اشارے کے اونگلی برنگ مرجان ہے

ریاض دہر مین پھریے تو سایہ کی صورت / مراد دل عقب آرزو شتابان ہے

چمن مین بات جو کیجے تو منھ سے پھول جھڑین / اب ان دنون مین یہ فیض بہارستان ہے

زمین پہ دانہ جو پھینکا تو گر کے نخل ہوا / نمو کی سعی سے صیاد سخت حیران ہے

5

مطلع

پڑھون حضور معلی مین اوسکے اک مطلع
کہ مین ہون عترت خاقانی اور وہ خاقان ہے

مطلع

تو وہ ہے شاہ کہ تو ہند کے پہلے جہان ہے
فروغ دیدۂ ایران چراغ توران ہے
وہ نخل ہے چمن سلطنت مین قدرت
کہ جس مین برگ عدالت ہے بار احسان ہے
کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہے

پہنچی ہند بانیدگی سی وقت قم
ہر ایک سطر مگر شاخ عشق پیچان ہے
دکھا کے رخ ... و زلف کہتی ہین گلو
اگر وہ ہے چمنستان یہ سنبلستان ہے
زمین پہ دھوکے سی دوڑائے ہاتھ گلچین نے
کہ اپنے سائے پہ اوسکو خیال پیچان ہے
جبیں کے سوا اوڑ گرا جو یوسف گل
تو چاہ باغ عنادل کو چاہ کنعان ہے
نسیم پھرتی ہے مانند خضر کہتی ہوئی
کہ دست شاخ مین گل جام آب حیوان ہے
ہوا سے بادہ ٹپکتی ہے تاک سے مستی
پیالہ دیکھیو ساقی کہ دور مستان ہے
بجا ہے کہیے ہر اک گھر کو خانۂ باغ اگر
ستون خانۂ شمشاد باغ یکسان ہے
نہ کس طرح سے گلستان ہند ہو سرسبز
کہ دست فیض شہنشاہ مثل باران ہے
یقین ہے سیر کو اب آئے بلبل شیراز
گل نشاط سے ہندوستان گلستان ہے
سمجھ کو دار امان آتی ہے یہان خلقت
کہ شہر کشتی نوح ورنہ طوفان ہے
سپہر ملک مین ہو کیون نہ ہند برج حمل
کہ خانۂ شرف آفتاب تابان ہے
سپہر مرتبہ سلطان نصیر دین حیدر
ہے بادشہ جو کوئی تو وہ شاہ شاہان ہے
زمین کی طرح قدمبوس آسمان ہوتا
مگر وہ منتظر حکم شاہ دوران ہے
ہر اک صدف رخ دریا پہ ہے حباب آبلہ
کہ دست شاہ در افشان برنگ نیسان ہے
نہ کس طرح کہے اوسکو جہان شاہ جہان
زمین کی طرح فلک اوسکے زیر فرمان ہے

اب ایسے شاہ کا گویا ہوا ہون مین شاگرد
کہ جسکے ملک معانی بھی زیر فرمان ہے

جہان کو تیغ حوادث سے کس طرح ہو گزند | کہ چار سمت کا چار آئینہ نگہبان ہے

دعائیں دے کے تجھے شب کو سوتی ہے خلقت | ہر ایک در کے لیے وِرد مثل دربان ہے

کسی غریب کے گھر تک بھلا کب آئے چور | کمند موج لیے سیل بھی گریزان ہے

شہا ہے بازی ترے آگے تیغ بازی بھی | سر عدو خم تیغ گوی و چوگان ہے

فراز دست عدو کیوں نہ سیکھے پاؤں سے | کہ تیغ قبضے سے سر جسم سے گریزان ہے

خرید کیجیے کوڑی کٹار کی دے کر | متاع جان عدو آجکل یہ ارزان ہے

ترا عدو جو سکندر بھی ہے شہا بالفرض | تو ڈر سے صورت عکس اپنے میں وہ پنہان ہے

عدو کو قبضے سے بے چھینے تیغ ہاتھ آئے | ترا وہ جذبۂ آہن ربائے فرمان ہے

کمان سے تیر ترا نکلے کیا برائے شکار | کہ جو ہے صید وہ قربان پہ تیری قربان ہے

بجائے پر نکل آئے ہیں استخوان تن سے | ہما سے تیر کے ڈر سے یہ صید لرزان ہے

کیا ہے حکم جو تو نے نہ رہنے پائے شراب | خموں کو توڑ کے ہر بادہ کش گریزان ہے

اسی سے کہنے لگے آفتاب اوسے شاعر | کہ نام مے نہ کوئی لے ترا یہ فرمان ہے

لگے نہ سحر جہان میں کچھ اوسکا چھل بیڑا | کہ بہر کشتی مے قہر تیرا طوفان ہے

یہی ہے ڈر نہ کوئی دے شراب سے تیل | فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہے

عوض میں غنچے کے توڑیں گلابیاں گلچیں | بہار شرع سے ہندوستان گلستان ہے

پیالے ٹوٹتے ہیں آپ مثل جام شراب | ترا یہ رعب ہے یہ حکم ہے یہ فرمان ہے

لکھیں جو تخت مرصع پہ تیری تعریفیں | تو خامۂ دو زبان آج گوہر افشان ہے

یہ جلد رو ہے کہ پل مین نگہ سے غائب ہو
اگرچہ ذیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے

کریگا نفی عدو کو ترے یہ ثابت ہے
کہ دونون دانتون سے اک شکل لا نمایان ہے

جو بکھون فضیل فلک رتبہ کو ترے تو کہون
برنگ کوہ یہ اے خسرو جہانبان ہے

زمین مین جانت یہ فرہاد کوہی سے راز
نہین ہے سوذ یہ قیصرین کی زلف پیچان ہے

دعا کے واسطے گویا اوٹھا تو اپنے ہاتھ
صفت کا اوسکی بیان تجھسے غیر امکان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل
بہار زلف سے جبتک جہان گلستان ہے

ریاض دہر مین جبتک رہے گل خورشید
الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے

دکھائی دے گل رعنا کی طرح تا شب و روز
خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہے

ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہین شاعر
اگر یہ ہے چمنستان وہ سنبلستان ہے

رہین فلک پہ یہ جب تک ثوابت و سیار
زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے

ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے مذکور
جہان مین تا کہ یہ ظلمات و آب حیوان ہے

سپہر آئے نظر جب تلک کہ بازیگاہ
ہلال و مہر مین تا لطف گوی و چوگان ہے

الٰہی تا رہے اورنگ زرنگار سپہر
زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہے

رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم
کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے

قصیدہ در مدح حضرت خاقان ماہ خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

[illegible]

آنسو ہین روان لب پہ ہر دم چاک گریبان — ہے کون ترے بے سروسامان کے برابر
جب خال سیہ دیکھیے رخسار پہ کیسے — ہندو کوئی بیٹھا ہے مسلمان کے برابر
چھالون نے مرے پانو کے آنکھون پہ جگہ دی — سمجھے ہین ہر اک خار کو مژگان کے برابر
وہ رشک پری جا ہی جو گلگشت چمن کو — ہو تختۂ گل تخت سلیمان کے برابر
پروانہ بنے فاختہ اور شمع بنے سرو — یار آئے تو ہو بزم گلستان کے برابر
میری غزل گرم کا اب مطلع روشن — ہے مطلع خورشید درخشان کے برابر

مطلع

روتا ہون کھڑا مین درِ جانان کے برابر — نہرین ہین روان روضۂ رضوان کے برابر
گل کھا کے بنا ہون مین گلستان کے برابر — نالے ہین مرے مرغ خوش الحان کے برابر
ہر چند کہ موزون ہے ترا سرو بھی قمری — لیکن نہ مرے سرو خرامان کے برابر
کہتا ہے خضر دیکھ کے سرخی تری لب کی — خون کس کا ہوا چشمۂ حیوان کے برابر
قربان مری ایسی اسیری کے رہائی — یوسف مرا آیا درِ زندان کے برابر
ایسا ہے جلا دیکھ کے تیرا قد و قامت — ہے سرو چمن سرو چراغان کے برابر
تم کشتون کے مدفن پہ جو آؤ تو سمجھ کر — لے جائے کوئی ہاتھ نہ دامان کے برابر
یہ عشق نے کیا آگ لگا دی ہے الٰہی — دوزخ بھی نہین سینۂ سوزان کے برابر
ہے موج ہوا تیر و کمان شاخ خمیدہ — بن تیرے ہر اک غنچہ ہے پیکان کے برابر
بوسہ وہین لے لونگا مسلمان ہون اے بت — عارض کو نہ کیو کہین قرآن کے برابر

۹

[illegible]

۱۰

بخشی ہے ترے روز حمایت نے یہ طاقت — ہر طفل ہے اب سام و نریمان کے برابر
گلے مین جہان کے کوئی نگہبان نہین ہے — وان گرگ سے تا شیر ہے چوپان کے برابر
رہتا ہے شرر آب مین اب صورت مرجان — ہے شمع کا بھی چور نگہبان کے برابر

تا حسن عدالت کا ہو پاسنگ دم وزن — خورشید ہمیشہ رہے میزان کے برابر
چورون کی طرح ہاتھ لگے دزد حنا کے — اللہ رے فرمان ترے فرمان کے برابر
دروازے کھلے چین سے کیا سوتی ہے خلقت — ہے روزن در دیدۂ دربان کے برابر
ایسی ہے تری عہد مین اسلام کی عزت — ہے رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر
جو طوف ترے در کا کرے ہے وہی حاجی — تیرا ہے مکان کعبۂ ایمان کے برابر

گر تیری شجاعت کا کرون حال مین تحریر — بنجائے قلم خنجر بران کے برابر
افسانہ کہون گر تری شمشیر دودم کا — دشمن کو سلاؤن وہین میدان کے برابر
تلوار تری روز وغا برق نظر آئے — سر دشمنون کے قطرۂ باران کے برابر
گر کاٹ سناؤن مین تری تیغ دودم کا — ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر
ہے دوست کو تلوار تری نوح کی کشتی — اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر
بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ — سایہ بھی ہے اک برق درخشان کے برابر
ہے اسپ فلک سیر ترا غیرت خورشید — ڈانٹے تو اگر او سکے تو بس ہان کے برابر
جائے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوا — بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر
اوڑنے مین اگر کہیے تو وہ رشک پری ہے — خصلت مین جو دیکھو تو ہے انسان کے برابر

خیالِ سنبلِ خط مین چلون جو مین وحشی
قلم کی طرح مرے نقش پا بنین زنجیر

زبان سے گو نہ کہا حال ناتوانی کا
شکستِ رنگ سے کرتا رہا ہون مین تقریر

فتادگی مری منظور ہے کلک قدرت کو
جبین نقش قدم پر لکھا خطِ تقدیر

وہ شوخ طفلی مین کرتا تھا مشق بیتابی
سر پر کلک پہ رکھتا تھا تہمت تقریر

نظر پڑی تری بسمل کی جیسے بیتابی
شرر کی شکل ہے جنبش مین جوہر شمشیر

فلک کے پار ہوئی اپنی آہ نیم شبی
ہمارے تیر سے صیاد ہوگیا نخچیر

وہ کوہکن ہون کرون مین جو عزم کوہ کنی
تو آب تیشہ روان ہو بجای چشمۂ شیر

رقیب دیکھ کے کٹتے ہین اسلیے ہمکو
کہ آب تیغ سے اپنی ہوئی ہے خاک خمیر

وہ ہم سخن ہو تو عیسیٰ کا دم پھڑک جاے
یقین ہے معجزہ لب سے بول اٹھے تصویر

مرے سبب سے جنون کا ہے سلسلہ باقی
قدم سے ہے مرے آباد کوچۂ زنجیر

کسی کے قامتِ موزون کا دھیان آتا ہے
تو چاہیے غزلِ عاشقانہ ہو تحریر

مطلع

ہنوز عشق جوان ہے اگرچہ مین ہون پیر
اک آفتاب ہے مثل سحر گریبان گیر

لکھون جو بینی و زلف و دہن کو مین اوصاف
کہین یہ سب ہے الف لام میم کی تفسیر

کرو جو شرح جدائی تو اے کمان ابرو
جدا رہین لب سوفار سان لب تقریر

ہمارے ضعف کی تاثیر دیکھ اے مجنون
دکھائی دیتی نہین صورت صدا زنجیر

مطلع

مطلع

تیرے کرم کی بدولت یہ مال وزر ہے حقیر	کہ خاک در کی طرح پائمال ہے اکسیر
نہ کیون ہو صورت درج گہر دہان سوال	کہ تو ہے بحر سخا تیرا فیض ابر مطیر
ترے کرم سے گدا بے طمع ہوئے اسیر	کہ مثل آب گہر ہوگئی ہے موج حصیر
زبسکہ ہے ترا دریاے فیض طغیان پر	گدا نے آب گہر سے کیے ہین گھر تعمیر
ترے بہار کرم کا یہ فیض جاری ہے	نکلکے صفحے سے اوڑتی ہے بلبل تصویر
کیا ہے سرو کو آزاد تونے گلشن مین	صفات بندہ نوازی ہو مجھہ سے کیا تحریر
لگے ہین نخل تصاویر مین بھی پھول اور پھل	نہال ہین تری بخشش سے گلشن تصویر
غریق آب گہر ہے فقیر کی کشتی	ترے کرم سے ہوا پانی پانی ابر مطیر
طلب کرے جو کوئی مشک دسکو بخشے ختن	ہو شال مانگے کوئی بخش دے وہ کشمیر
جو دیکھی تیری سخاوت فلک کے اوڑ گئے ہوش	گدا کو گاوزمین دے بجاے کاسۂ شیر
پڑھو اک اور بھی مطلع تری صفت مین غلام	شہا اگرچہ ہے قاصر مرا لب تقریر

مطلع

یہ ہی تو ہے در دولت کی خاک کی تاثیر	کہ جس فقیر کو دیکھو ہے صاحب اکسیر
لکھے گا منشی گردون کچھ اپنا حال تجھے	ترا وہ رتبہ ہے اے آفتاب عالمگیر
یہ کہکشان کا نہین خط فلک کی صفحہ پر	کہ عرضداشت کی تہ داو سنے کی شہا تحریر
وہ تیری عدل و حفاظت مین اب لکھون مطلع	کہ جسکا مطلع ثانی ہے مہر عالمگیر

ہزار بار پھر آئے وہ ربع مسکون مین
نگہ کو تا بہ ثرہ ہوئی آنے مین تاخیر

فلک کو ساتون طبق ایکدم مین طی وہ کرے
ترے سمند کو کیونکر کہون نہ عرش شیر

جو دیکھے اوسے نام خدا تو اوڑتا ہے
بجا ہر رنگ پہ پیدہ کے گر کھینچے تصویر

اوسے ہی تا رنگہ تازیانے سے افزون
جو دیکھے تو نکلجاے صفحے سے تصویر

سوار فیل پہ دیکھین تجھے تو سب کہین
کہ آج رات کو نکلا ہے مہر عالمگیر

لکھون وہ فیل کی تعریف مین نیا مضمون
قلم سے آج تلک جو کیا نہ تحریر

جو فیلبان ہے فرہاد تو ہے تیشہ کجک
پہاڑ فیل اگر ہے تو دانت چشمہ شیر

یہ جلدرو ہے کہ ٹھہرے نہ ایکدم ہرگز
اگرچہ سطرین ہون مضمون فیل کو زنجیر

یہ دخل کیا ہے تری مدح کر سکے گویا
تری صفت مین ہے قاصر شہا لب تقریر

اوٹھاؤن پھر دعا ہاتھ اپنا اے مولا
کہ تو ہے شاہ زمن مین ہون تیرے در کا فقیر

الٰہی تا ہے قائم یہ آسمان و زمین
الٰہی تا کہ رہے آفتاب و ماہ منیر

فلک پہ تا رہین اختر زمین پہ دم زاد
الٰہی تا کہ رہے برق و رعد و ابر مطیر

مژہ کو تیر کہین اور کمان ابرو کو
ہمیشہ یار کی زلفون کو تا لکھین زنجیر

نگاہ یار ہو یارب بلا ہے جان جبتک
سواد چشم پری تا ہو سبزہ تسخیر

کمان چرخ ترے دوست کی ہو حلقہ بگوش
ترے عدو کو لگا ئے شہاب ثاقب تیر

الٰہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے
کہا کرین تجھے سب آفتاب عالمگیر

۱۳

یہ رنگ دیکھ کے حیران ہوا ہین آئینہ دار
کہا خرد نے کہ اسے سادہ لوح فکر نکر

بہار فیض سے اوسکے ہی یہ جہان گلشن
ہے جسکے ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر

محیط پنجہ مرجان سے ہی نکالے ہاتھ
سخی بھی دست سخا کی ہین اوسکے دست نگر

تمام خلق کو اوس نے زبس نہال کیا
برنگ غنچہ تہ مفلس کے مشت مین ہی زر

پڑھون حضور مین اب لا جواب اک مطلع
اگرچہ وصف سدا نما ئیانہ ہے لب پر

مطلع

تری بہار کرم کا ہے فیض عالم پر
کہ پھل تو رکھتی ہی تلوار اور پھول سپر

ہر ایک فیض سے تیرے ہے زندہ باد
یہ کیا ہی دخل کوئی ہو یتیم جز گوہر

فقیر در پہ ترے جو گیا بنا وہ غنی
کہ تیری خاک قدم مین ہی کیمیا کا اثر

نسیم صبح کو گر حکم ہو حفاظت کا
نہ چاک ہووے گریبان غنچہ بار دگر

ذرا الم ہو کسی کو تو ہو زیادہ خوشی
جو نکلے آنکھ سے آنسو وہین بنے گوہر

ہلال بنتا ہی تسلیم کو مہ کامل
صباح آتا ہی مجرے کو خسرو خاور

نگاہ کرم سے گلشن برنگ مجمر ہو
شمیم لطف سے بنجاے مثل گل اخگر

جہان کو ہی یہ تری چشم پرورش سی فیض
کہ طفل اشک کو دامن ہی دامن مادر

مرے تو عہد مین غم بھی یہ راحت جان ہے
کہ سر کے کٹنے سے ہوتی ہی شمع روشن تر

مثال سرو بنے شمع باغ ہو محفل
اگر سے جو بزم مین تیری نسیم لطف گذر

ہوا ہے آتش گل سے یہ عالم گلزار | کہ نخل طور ہین گلشن مین آکے اشجار
عجب ہے زمانہ عدالت خدا کے چمن | خفا ہوتے ہین پای تیان دم رفتار
نسیم گل مین ہے تاثیر معجز عیسے | نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہے بیمار
خروش خندۂ گل اسقدر ہے گلشن مین | کہ کان تک نہین آتی نوای بلبل زار
گذر جو زاغ کا ہو تو برنگ طوطی ہو | عجب نہین ہے جو زنگی بھی ہووے گلرخسار
جو گرد باد اوٹھے خاک سے بنے وہ سرو | چلے جو باد خزان بھی تو ہو نسیم بہار
چمن مین لائین اگر عندلیب کی تصویر | تو صفحے سے وہ نکلی ہی ہے یہ جوش بہار
جو باد صبح بناگوش مین کرون مین آہ | زبان تک آتے ہی آتے بنے نسیم بہار
زمین تو غیرت آئینہ ہے عجب کیا ہے | لگے جو بولنے طوطی سبزۂ گلزار
اوگا ہے خندۂ گل تخم اشک بلبل سے | کہ کچھ تلف نہین کرتی بہار فیض آثار
بسان شمع کہ روشن ہو شمع روشن سے | رکھین جو شاخ ثمردار پر عصا ہون بار
خمیدہ شاخ ہر اک گل کی ہے نزاکت سے | ہوا ہے رنگ بھی اپنا گلون کے اوپر بار
کہین نظر کے نہ صدمے سے نیلوفر ہو جاے | نگاہ کر نہین سکتی ہے گل پہ بلبل زار
یہ پاس نازکی شاخ گل ہے گلشن مین | کہ دم چرائی ہوئے پھرتی ہے نسیم بہار
برنگ عارض خوبان ہین صاف دیوارین | مثال گیسوی محبوب سایۂ دیوار
شراب جوش سے گل جام غنچہ مینا ہین | نسیم لاتی ہے گردش مین اونکو ساقی وار
چمن مین پھرتی ہی مستی سی لڑکھڑاتی ہوئی | کسی روش پہ صبا اور کہین نسیم بہار

مطلع

۱۵

جو تیرا ابر کرم بحر پر ہو سایہ فگن — حباب مین ہون ابسان صدف ذرِ شہوا
لگے جو سنگ کو ٹھوکر تری تو پارس ہو — قدم کے فیض سے اکسیر ہووے گرد و غبا
صبا کرے جو ترے جود کا چمن مین بیان — تو گل صدف بنے شبنم بنے دُرِ شہوار
کرون مین عرض وہ رنگین مطلع ثالث — کہ جس پہ برگِ گلِ تر ہزار کیجے نثار

مطلع

ترے سحاب کرم کا جو دشت مین ہو گذار — تو شاخین آہوؤن کی سبز ہو کے لائین بار
زمین پہ ہاتھ جو تو دھو وے اے سحاب کرم — تو آب خاک کو کر دے طلائے دست فشار
جہان اہل جہان تیرے زیر دست مین سب — زمین ہے دست سخاوت ترا ہے ابر بہار
ہے ایک آئینہ بردار تیرا اسکندر — مثال قیصر و خاقان ہین تیرے خدمتگار
جو بیٹھے تخت پہ تو سب کہین سلیمان ہے — ہون دست بستہ کھڑے انس و جن یمین و یسار
اگر بلندیِ اقبال کا نظارہ کرے — سرِ فلک سے گرے آفتاب کی دستار
شہا تو ظلِ الٰہی ہے اور خلیفۂ حق — قدم جو کرسی پہ رکھے تو ہو وے عرش وقار
چلے رکاب سعادت پکڑ کے اغر مدون — بجا ہے کہیے جو تارا کو غاشیہ بردار
رکھا جہان کہ قدم تو نے اے سحاب کرم — بنا ہے ابرِ دُر افشان زمین پہ اُڑ کے غبار
ہر اک صدف ہے تہی اب بسانِ دُرجِ حباب — ترا جو دست سخاوت رہا ہے گوہر بار
کرے نہ جیب سحر چاک پنجۂ خورشید — نسیمِ زلف جو ہو تیری حامیِ شب تار

نہین بناتا ہی پا اسکے خوف جولان سے
نہ گرد کھینچ لے جبتک کہ چرخ سو دیوار

گر اوسکی گرم روی کا بیان کرون کچھ بھی
تو شکل برق بنے پھر مرا لب اظہار

عیان ہے صاف شب قدر سر کی چوٹی ہے
طلوع صبح ہے اوسکی جبین پر انوار

ہوا کے دوش پہ گویا کہ سنبلستان ہے
سہے اوسکی گردن موزون پہ بال ہی یہ بہار

دم سیاہ ہے یون جلوہ گر سرینو نمین
کہ درمیان مہ و مہر ہے عیان شب تار

پھرا اسے روی زمین سب گام اول مین
کہ جیسے صفحۂ قرطاس پر پھرے پرکار

یقین ہے سیکڑون فرسنگ اوسکی جای صدا
لگاکے ساز مین مطرب جو موہی ابکا تار

شہا صفت تیرے توسن کی مجھسے کب ہو بیان
نوشا وہ مرکب عالی کہ جسپہ تو ہو سوار

سوار ہوے جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
تو کہیے تو مہ تابان ہے اور وہ شب تار

جو دیکھین اوسکو کہین سب کہ چھا گئی ہے گھٹا
کہین چمک گئی بجلی جو دیکھے اسین رفتار

اگرچہ دائرے حلقے ہون سطر بن ہون مجھے
نہ ٹھہرے تسپہ بھی مضمون تیزی رفتار

جو پانی پیسکے وہ خرطوم سے کہین و ہنگام
ہمارے کشت پہ برسا ہے آج ابر بہار

کرون دعا پہ قصیدے کو ختم اسے گویا
کہ مدح کر نہین سکتا مرا لب گفتار

نسیم صبح اجابت ہوئی ہے جنبش مین
مین اپنے دست دعا کھولون غنچہ سان اکبار

الٰہی تا ہے گلزار خلد و باغ جنان
چمن مین پھرتی رہے جبتلک نسیم بہار

بگوش دل سنین جبتلک سخن کو صاحب فہم
صدف مین قطرۂ نیسان ہو تا ورشہوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١٧

سلطان مرسلین کی گویا صفت کرون
کیا منہ بھلا ہے مجھ سے فقیر حقیر کا

تصور تھا جو وقت مرگ اکبر لیلی شمائل کا — مرے تابوت پر دھوکا ہوا مجنون کو محمل کا
وہی تھا جسکو مین سمجھا من و تو ایک مدت تک — زبس ہے غفلت ہا مین ہے غنی دعوای باطل کا
تعلق ہوئے دامنگیر سالک کا یہ ممکن ہے — نہین آپ وان کو خوف ہو جونکی سلاسل کا
نہین ہے علم جانبازی مین کچھ حاجت معلم کی — تڑپنا آپ ہی استاد ہے تعلیم بسمل کا
خدا کی یاد سے غافل نکر اس قلب بیابانی کو — کہ نور ذکر رہ لوح بخش ہے اس مہرہ گل کا
بسان اشک بے تاثیر ہین اس کشت عالم مین — ارادہ میرے دانے سو نہ رکھے کوئی حاصل کا
نہین ملتی ہے ہاتھونکو گریبان سے کبھی فرصت — پکڑنا قیس کو دشوار ہے دامان محمل کا
سویدا ہی سواد منزل مقصود زاہد کو — نہ پہونچا کعبے کو جو نابلد ہے وادی دل کا
سیہ زندان تن ہے روح صافی کیون نہ گھبرائے — ملک کو کسطرح خوش آئے مسکن چاہ بابل کا
نہ دیکھون ہو دریا تشنگی مین بے دماغی سے — اگر مین غرق ہون دامن کبھی پکڑون نہ ساحل کا
بھرا ہے جام مہر و ماہ مین شربت شہادت کا — یہ مینائے فلک شیشہ ہے اک زہر ہلاہل کا
ازل سے چلتے چلتے گور تک پہونچے ہین مشکل سے — کنارہ ابتلک پایا نہین مقصد کی منزل کا
برنگ خوشۂ انگور تھین لاکھون گرہ دل مین — کھلا اک جام سے ساقی کے عقدہ میری مشکل کا
زبان کی بند ہر جانب سے روزن کھل گئے دل کے — نظر کی بند پردہ اوٹھ گیا بس سد حائل کا
نہین ممکن کوئی سیراب ہو دریای الفت سے — بایں قربت ہمیشہ خشک لب تھا ہے ساحل کا

۱۹

مین مانگے جاؤن بوسہ گرچہ سو تلوارین مارے تو
زبان زخم سے مین کام لون لبہاۓ سائل کا

زمین پہ یار جب چلتا ہی دل پامال ہوتا ہی
قدم ہی عرش پر پڑتا مرے خورشید ہیکل کا

تو وہ ہی شمع وہ تجھسے اگر تشبیہ دیتا مین
فلک پروانہ بنجاتا چراغ ماہ کامل کا

الٰہی زلف سے آئینہ رخ صاف کہ بیٹھے
کہ ہے بیجا اوجھنا ہر کسی سے کام جاہل کا

شب فرقت کا گر وہ حال پوچھے کہیو اے صبا
بہت رویا بہت پیٹا بہت تڑپا بہت بلکا

جو وحشت مین قدم رکھون زمین پر آسمان کا ہے
ہلادی عرش کی زنجیر کو نالہ سلاسل کا

تنگ ایسا غم فرقت سے ہون بس ڈوب ہی مرتا
بتادیتی قضا جو گھاٹ مجکو تیغ قاتل کا

جفا گر وہ کریگا تو وفا مین بھی دکھادونگا
دہان زخم سے لونگا بوسہ تیغ قاتل کا

برہنہ کیا ہی وہ دریا مین گویا تیغ عریان ہے
ہوا ہے مردم آبی مین عالم نیم بسمل کا

کوئی مجھ سا دیوانہ پیدا نہ ہوگا
ہوا ابھی تو پھر ایسا رسوا نہ ہوگا

نہ دیکھا ہو جسنے کہے اوسکے آگے
ہمین لن ترانی سُنا تا نہ ہوگا

کیا ہوگا گلگشت کو جبکہ وہ گل
تو گلزار پھولا سمایا نہ ہوگا

قیامت کے منکر جو ہین اے ستمگر
ترے قد و قامت کو دیکھا نہو گا

کبھی اسکی ہمسے نبجائے گی ہرگز
فلک جبتلک خوب سیدھا نہو گا

وہ ایسا نہین چپ رہے بات سُنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

یان تلک دھوا کہ پہونچا تا فلک رہا نہ شک
عقرب گردون پہ دھوکا ہو گیا گھڑیال کا

دیکھکر داغ دل سوزان مرا نالان ہوا
آفتاب حشر کو دھوکا ہوا گھڑیال کا

جو اوٹھاتا ہے طمع سے ہاتھ وہ بے رنج ہے
طائر رنگ پریدہ کو خطر کیسا جال کا

پانو میں پہنا جو تو نے ماہ کامل بنگیا
تھا یہ رنگ ماہ نو حلقہ تری خلخال کا

جب تری منہ سے دھوان نکلا بنا ابہار
دم میں کھل جائیگا غنچہ بھی تری چھنال کا

مست چھپا رخ کو لب بام فلک بے نور ہے
مہر و مہ میں بن ترے عالم ہوا اتجال کا

اسقدر دلچسپ ہے شکل اوسکی گر پڑ جا ہے عکس
نقش ہو آئینہ تصویر میں تمثال کا

دیکھ لیتا ہوں جو مہر و مہ کو بارہ مرتبہ
پھر تو ہوتا ہے یقین اوس دن مجھکو سال کا

جو کہ دنیا میں ہے وہ پستا ہے تیری چال سے
باغ عالم میں ہے عالم سبزۂ پامال کا

قتل کرنے کو جو آیا ہو گئی بس مجکو عید
تیغ قاتل کو میں سمجھا چاند ہے شوال کا

پانون پڑتے ٹھوکرین کھاتی گئی گویا کی عمر
نقش پا سے پار ہے نامہ مرے اعمال کا

ہے جو مضمون فتنہ انگیز اسمین تیری چال کا
اب زمین شعر میں بھی خوف ہے بھونچال کا

مرد کی جا دیکھتی ہیں سنکر ہے یہ طرز گفتگو
ایک عالم جسپہ مرتا ہے وہ عالم چال کا

ابر کہتے ہیں جسے ہے سایہ مژگان تر
دامن دریا ہے اک گوشہ مرے رومال کا

خون ناحق لو نہ سر پہ مہندی ہاتھوں میں مل
دل پسا جاتا ہے او ظالم تری پامال کا

چاندنی کا دن کو بھی زخمی تیرے رکھتے ہیں خوف
پرتو افگن ہے زمین پر چاند تیری ڈھال کا

٢١

کون سویا تھا کھول کر زلفین
تار سنبل ہے تار بستر کا

اوسنے صندل لگایا ماتھے پر
درد رونا ہوا مرے سر کا

کیا بنائی کمان ابرو کی
چوسنے ہاتھ اوس کمانگر کا

طائر جان کو نامہ بر کیجیے
کون احسان لے کبوتر کا

کھو ابر بہار سے آئے
دیکھ لے جوش دیدۂ تر کا

وہ پری رتبہ میں سلیمان سے
نقش پا آئینہ سکندر کا

خال مہرو سے وہ ہے جو تمثال
ہے فلک پر داغ اختر کا

زخم پانی چرائے ہیں ظالم
جن وہ ایسا ہو جوہر کا

داغ دل گر دکھاؤں اسے گویا
ہو گمان آفتاب محشر کا

یہ اشارہ کر رہی ہے ہمکو عاشق دام کا
دیکھ صیاد میں دانہ تمھارے نام کا

گر کبھی ہے چشم ہو چشم بت گلفام کا
دست گلچیں چاک اس تقصیر پر بادام کا

کھلا گیا گلسو چمن میں اس بت گلفام کا
... عالم ہو گیا گلدام کا

آنکھ پڑتی ہے جو اے صیاد ہر نخچیر کی
آنکھ ... کیا ہر ایک ... دام کا

مجھ میں اور اوس میں اب ایسا ہے ہجوم اختلاط
دخل ہو سکتا نہیں ہے بیچ میں پیغام کا

بھول جاؤں اپنا نام کرتا ہے ...
... جو گیسوے عنبر فام کا

تھی یہ الفت ... طفلی ...
... سدا شیر ... دام کا

ق

۳۲

[illegible] — طعن ناحق ہے جو سر کاٹا گیا منصور کا
[illegible] — بعد مردن بھی یہ عالم ہے تن محرور کا
[illegible] — نام وصلی پر نہیں لکھتا جو مجھ مہجور کا

[illegible] سے سمجھا ہے ذلیل
[illegible] گویا ہے بے مقدور کا

[illegible] نرگس مخمور کا — زخم ہے ہر ایک ساغر بادۂ انگور کا
[illegible] — ہاتھ میں میرے قلم نیجا ہے شعلہ طور کا
دیکھ [illegible] زمین سے آسمان [illegible] — خاکساری سر جھکا دیتی ہے ہر مغرور کا
اشک [illegible] — ضعف سے اب چشم کی گردش سفر ہے دور کا
[illegible] — رشتۂ تسبیح گر ہو پنبہ منصور کا
[illegible] — چشمہ خورشید ہے چشمہ مرے ناسور کا
[illegible] — قلقل مینای ساقی صاف نالہ صور کا
[illegible] — ہو وہاں شکر ہر اک زخم مجھ مشکور کا
[illegible] — نالۂ سوزان فتیلہ ہے چراغ طور کا
[illegible] — [illegible] تری [illegible] چھلکا ہوا مزدور کا
اپنے چہرہ [illegible] دیکھے [illegible] — ہو ہر اک موتی میں عالم دانۂ انگور کا
ابر مژگان تر [illegible] برق آہ شعلہ بار — بیقراری سے یہ نقشہ ہے ترے رنجور کا

[illegible]

[illegible]

۲۳

پیمانۂ قاتل کی نہپر کا جب عیاں ہو جائیگا | جامہ ہستی زندگانی کا [illegible] ہو جائیگا

جی نکلجا ویگا تن سے تو گیا صیاد اگر | طائر جان دیکھنا [illegible] ہو جائیگا

حسن دو زانو [illegible] دکھائیگا جو وہ یوسف جمال | پیر ہانسند زلیخا [illegible] ہو جائیگا

موت جب نزدیک آئی پھر ملا دست دعا تو کیا | فائدہ گر وہ ہوا تو [illegible] ہو جائیگا

میں جو گریاں ہوں کہ بعد از مرگ تربت پر مری | ابر رحمت کا [illegible] برسا [illegible] ہو جائیگا

وصف قاتل کا کرونگا میں زبان زخم سے | ٹوٹ کر گر رہگیا غنچہ زبان ہو جائیگا

اسکے معلم سے پڑھا اوس طفل کو زیر و زبر | جنبش لب سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا

ہو گئی زلفوں سے صفائی روی جانان کو سبب | صلح ٹھہرے گی جو قرآن و [illegible] ہو جائیگا

جلوہ فرما ہے جواب تیری لب شیرین کے پاس | سبزۂ خط طوطی شیرین [illegible] ہو جائیگا

کھولدینگے شعلہ رو زلفین تو ردیگا جہان | آنکھ سے نکلینگے آنسو جب [illegible] ہو جائیگا

پست ہوگا آسمان ہوگی زمین سر سے بلند | میرے نالوں سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا

جو ہوا کامل وہ کرتا ہے خموشی اختیار | ماہ نو جب بدر ہوگا بے زبان ہو جائیگا

آستان یار چھوٹیگا نہ بعد از مرگ بھی | سنگ مدفن مجکو سنگ آستان ہو جائیگا

دل بلا تو آئیگا لب پر مقرر دود دل | آگ بھڑکیگی دہان [illegible] ہو جائیگا

سرخ مو باف اوسکی چوٹی کا نظر آیا اگر | وصل میں مجکو شب غم کا گمان ہو جائیگا

شور ہوگا چار سو اے یار المشتاق کا | ایکدم بھی تو جو نظروں سے نہاں ہو جائیگا

ایک دل دینگے ہزاروں اوسکی بوسے لینگے ہم | فائدہ ہوگا بہت تھوڑا زیان ہو جائیگا

[illegible]

پھر ترے ... آشیان ... | پھر بام پہ تجھ بن ... گلستان ہوگا
پھر ... | پھر رشتہ آئینہ پھر دل مرا حیران ہوگا
زعفران سی ہوا رنگ کا پھر سے رومال | پھر ہر اک زخم مرے جسم کا خندان ہوگا
جاہ پھر میری جھکا ڈگی نگون ... | پھر یہ دل شیفتہ چاہ زنخدان ہوگا
پھر لگیگا تری رفتار کی خیال میں ... | نامہ بر پھر مرا یہ کبک خرامان ہوگا
گھر میں دل پھر مرا گھبرانے لگا آپ سے آپ | اے جنون پھر یہ مکان خانہ زندان ہوگا
پھر ہوا عشق تری ناوک مژگان کا مجھے | پھر عوض دل کے مرے سینے میں پیکان ہوگا
یاد پھر یار کی تڑپا گئی بجلی کی طرح | ابر پھر ساتھ مرے ناتوان کو گریان ہوگا
پھر مرے نالوں سے ہو جائیگا محشر برپا | چاک پھر صبح قیامت کا گریبان ہوگا
پھر ... آتی ہے مرے دل کو شکستہ ... | تشق پھر چاند سے ٹکڑے ... ہوگا
پھر ہوا جوش جنون جاؤنگا پھر اک | پھر ہر اک آبلے میں خار مغیلان ہوگا
مجھ سے پھر مرتے بہ خوش ... | سبزہ پھر قبر کا پامال غزالان ہوگا
پھر طبیعت مری آنے لگی اک کافر پر | پھر نہ دل ہوگا نہ دین ہوگا نہ ایمان ہوگا
پھر مرا عشق کا چلمین گا مرے زخم جگر | ہاتھ میں پھر مرے قاتل کے نمکدان ہوگا

ان نون پھر سے مجھے گویا جو ہے چپکی سی لگی
پھر ارادہ طرف ملک خموشان ہوگا

یہ مرے عار خلائق میں دردمند ہوا | کہ سگ کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

نہ اجل آئی نہ وہ یار آیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
نہ تو وصل ہوا نہ وصال ہوا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

ہر رگ کو شوق تھا نشتر کا مشتاق گلا تھا خنجر کا
لیکن نہ مٹا یہ مقدر کا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی ہوا

تاثیر نہو جب الفت مین فریاد رونے تو کیا تڑپے تو کیا
بجلی نہ گری طوفان نہ اوٹھا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا

نہ تو صدمہ کوہ الم اوٹھا اور زار یہ ہون سکا نہ ہلا
مجھ سے تو سنا اسے کا د ربا یہ بھی نہوا وہ بھی ہوا

تڑپا نہ تہ خنجر مین ذرا اسرا اپنا دیا شکوہ نہ کیا
تھا پاس ادب جو قاتل کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہ ہوا

کہنا تھا ہوا اوس سے وصال مرا یا جا کہین ہو وصال مرا
تھا خواب مین بھی یہ خیال مرا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مینھ ہائے نہ برسا تیرون کا اور اون ابرو کی شمشیرون کا
کچھ بس نہ چلا تدبیرون کا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا

بازار محبت گرم رہا اوس یوسف سے سودا نہ بنا
نہ تو مول لیا نہ تو آپ بکا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا

مین نزع مین تھا بلوا نہ سکا کوئی مجھے پہونچا نہ سکا

دیوان گویا ۲۶

نغمۂ ساز نے واں شب ہمیں بیدار کیا
یاں ہمیں آنسوؤں کی تار نے سونے نہ دیا

سو گیا شب کو جو ہمسایہ تو سر جس میں ٹھکرائی
میرے طالع کو مری یار نے سونے نہ دیا

چھٹ گئی جی سمجھے تھے آئیگی عدم میں ہمیں نیند
سو خیال دہن یار نے سونے نہ دیا

تیغ نے اوسکے گلے لگ کے سولایا مجھکو
کیا ہوا ساتھ اگر یار نے سونے نہ دیا

خار کو ہے کف پا میرے نہ آرام آیا
پاؤں کو آرزوئے خار نے سونے نہ دیا

یار نے وصل میں چاہا کہ مجھے نیند آئی
پر مرے طالع بیدار نے سونے نہ دیا

اوسکی آنکھوں کے تصور نے اوڑا دی مری نیند
اپنے بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا

وصل میں آنکھ لگی تھی کوئی دم اسکے حضور
عمر بھر چرخ جفا کار نے سونے نہ دیا

تھیں ہمیں نیند آئی نہ واں فکر جفا بندی میں
یاں ہمیں دیدۂ خونبار نے سونے نہ دیا

ہے یہ مشہور غلط سولی پہ بھی آتی ہے نیند
ہمکو یاد قد دلدار نے سونے نہ دیا

بال سا آنکھوں میں کھٹکا کیا میرے شب بھر
یاد موے کمر یار نے سونے نہ دیا

جلد تلوار اوٹھالی مرے سر پر
سایۂ تیغ میں بھی یار نے سونے نہ دیا

ہجر میں سونے تو گیا وصل میں منہ دکھلائے
شب گذری جو غم یار نے سونے نہ دیا

قہر ہے یہ ہمکو نہ سونا تھا سو نایا اونکو
پر مجھے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا

چونک اوٹھا سبزۂ خوابیدہ چمن میں گویا
نالۂ بلبل گلزار نے سونے نہ دیا

تھا جو افتادگی شعار اپنا
نہ زمیں سے اوٹھا غبار اپنا

کون ہین وہ جو کیا کرتے ہین انسان کو قتل ہے سیماب بھی کشتہ کسی عنوان نہوا
زور سے زیر کیا چاہیے نفس بد کو آپ سے خر تو کبھی مائل پالان نہوا
سخن بد نہ کبھی فائدہ بخشے ہرگز خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحان نہوا
آسیا آرد سے خالی ہے فلک کی یارو اس سے کوئی کبھی منت کش دندان نہوا
عشق کا بار اوٹھا تب مری گردن پہ رکھا حامل اس بوجھ کا جب گنبد گردان نہوا
برق وش جب مجھے وحشت نے اوٹھایا یارو اک قدم ملک دو عالم مرا جولان نہوا
سینہ گرم مرا خود ہے تنور روشن مین کسی سے کبھی منت کش اک نان نہوا
عیب عالم کا نہ دیکھا مری آنکھون نے کبھی کبھی آلودہ عشق دامن پاکان نہوا

اک غزل اور سناؤ کوئی گویا ہمکو
اس سے آسودہ ہمارا دل نالان نہوا

دیکھکر کون ترے چہرہ کو حیران نہوا کسنے دیکھین تری زلفین جو پریشان نہوا
بیکسانہ مین ہوا خنجر قاتل سے شہید کوئی ہمدرد نہ غم مری لاش پہ گریان نہوا
جب مین سمجھا کہ یہ ہے سایہ گیسوی دراز پھر مجھے کچھ غم طول شب ہجران نہوا
ہم وہ بلبل ہین قفس ہی مین رہی ساری عمر لذت اپنا تو کبھی سوئے گلستان نہوا
اس تمنا مین ہم افسوس ہوئے سودائی تیرے ہاتھون سے مگر چاک گریبان نہوا
جبتلک باندھے نہ خورشید رخون کا مضمون مطلع صبح مرا مطلع دیوان نہوا
ابر مین کب نہ چھپا شرم سے تیرے آگے ماہ کس رات چراغ تہ دامان نہوا

۲۸

اس ادب سے لگئی دل میں تاپنی کی ہوس — پاس تھا خون سے نہ آلودہ ہو دامن یار کا

صبح محشر ہے بیاض صفحہ خامہ سو ہے — وصف لکھا ہے جو میں نے یار کی رفتار کا

آسمان اک آبلہ ہے پائے مجنون کا ہے — ایک کانٹا ہے ہلال اپنے کف پر خار کا

دیکھ کر چہرے پہ تیری زلف مشکین کی بہار — ہو قلق پھر باغ جنت کو فراق یار کا

ہاتھ دشمن نے صبح کو تھا پنجہ خورشید سان — ہاتھ میں جو ہاتھ دیکھا خواب میں شب یار کا

ایک کافر کے غم فرقت سے دزار ایسا کیا — میری ہر رگ پر گمان ہے رشتہ زنار کا

سر جھکاتا ہے تیرے شمشیر ابرو آن کر — ہے خم محراب شاید خم تری تلوار کا

ہر سر مو ہے مرا تیغ نگاہ یار کا — بت تری ہر سر و پر مجکو گمان ہے دار کا

خشک خون رخنہ ہوا گلزار کی دیوار کا — روی عالمتاب سے سر کا جو گیسو یار کا

شام کو چشم نے ہمیشہ ہے رب نیاز — ہو گیا ہے اب قلم میرا عصا بیمار کا

چشم جانان کا ہمیشہ وصف جو لکھتا ہوں — ویران ہے نہال خشک اس گلزار کا

گلشن دہر کھا ہے ایک ہی رخ کا

مردے ہی اد سے ہیں ایسے شگے ہے گویا مرے
بندھ گیا ہے تصور یار کی گفتار کا

جو داغ سینہ ہی چشم ہی خورشید تابان کا — شعلہ مہر ہی تو تار ہے میری گریبان کا

بھا گیا ہے تیرے چہرے کا شکل تابان — دیکھا ہے جو اکثر شام ہجران کا

خیال نازنین ... — اٹھا سکتی نہیں ہے آنکھ اپنی بوجھ مژگان کا

[illegible]

لے کب سرو کو آزاد بندہ
سمجھتے ہم ہین مصحف تیرے رخ کو
چراغ زیر دامن کیون بنے ہو
پس از مردن اوسکے جذبۂ دل
نجاتے یاریون جلد اوس گلی سے
اگر آنکھین ہین وہی ہین خدا سے
دکھا کر رہگئے کیا تیغ کا گھاٹ
جو کا ہیدہ تھا مین تو کہربا سے
بنایا اے خدا اگر اوسکو یوسف

خط آزادی کا لکھوایا تو ہوتا
ہمارا ہاتھ رکھوایا تو ہوتا
ذرہ پٹہ منھہ سے سرکایا تو ہوتا
لحد تک کھینچکر لایا تو ہوتا
جنازہ میرا ٹھہرایا تو ہوتا
کبھی اوس بت کو دکھلایا تو ہوتا
لہو مین ہمکو نہلایا تو ہوتا
مرے لاشے کو اوٹھوایا تو ہوتا
ہمارے ہاتھہ بکوایا تو ہوتا

اگر کہتے ہو تم آئینہ رخ کو
کبھی گویا کو دکھلایا تو ہوتا

غم نہین اسکا مجھے مین مرگیا
اونے دکھلائی مسیحائی سے مجھے
ضعف سے جب پانون انپر رہ گئے
مرنے پر بھولا نہ مجھہ وحشی کو وہ
میرے ہوتے غیر پر کرتا ہے ظلم
تھم گئے آنسو تو دل کہنے لگا

غم یہ ہے قاتل کا خنجر بھر گیا
ہیٹنے مین ہر بات پر مر مر گیا
راہ مین تیری ہمارا سر گیا
آکے اک چھاتی پہ پتھر دھر گیا
اد ستم ایجاد کیا مین مر گیا
ہاتھہ سے کیا کیسہ گوہر گیا

٢٩

[illegible]

سرو یا دست و بغل کا گو رکھا رہن تو سہی
بلبل نہ ارمون دمیا و نہ رکھہ قید سے مجھے
او سکے جاتے ہی ہوا صورت بسمل ہر گل
لخت دل دیکھہ یہ مژگان پہ مری کہتا ہے
توڑ سکتے نہین اک تار بھی اب ضعف سے ہم
ابر ہے تجکو قسم نوح کی آ تو بھی دیکھہ

تجکو دکھلاؤ مین ہم گنج شہیدان کیسا
اندنون دیکھہ تو ہے رنگ گلستان کیسا
ہو گیا صحن چمن گنج شہیدان کیسا
آج دریا کے کنارے ہے چراغان کیسا
چاک کرتے تھے کبھی اپنا گریبان کیسا
آج ہم کرتے ہین ان اشکون سے طوفان کیسا

کون سی فصل کو برسات ہین سکتے گویا
اشک بن ہمنے نہ دیکھا کہ ہے باران کیسا

گھر مین اک ماہ لقا کے ہے گذارا اپنا
آتی ہے بحر محبت سے یہ ہر آن صدا
نقد دل دیجیے اور زلف کا بوسہ لیجے
منہہ سے اوس بت کے نکلتا ہے کہ سبحان اللہ
گذری جب آپ سے جا ہو پہنچ در جانان تک
قبر کو دیکھہ کے اوس ماہ نے منہہ پھیر لیا
ہم وہ پیاسے ہین نہ دیکھین کبھی دریا کیطرف
منع کرتے ہو مجھے دیکھنے سے تم اپنے
دیکھو آئینے مین اک بار ذرا شکل اپنی

اندنون برج قمر مین ہے ستارا اپنا
گور کہتے ہین جسے ہے وہ کنارا اپنا
اے جنون خوب ہے اس سودے مین وارا اپنا
جب وہ آئینے مین کرتا ہے نظارا اپنا
اب تو بے منت یاران ہے گذارا اپنا
کیون فلک اب بھی ہے گردش مین ستارا اپنا
سوے آب دم خنجر ہے اشارا اپنا
شاہد اب تک کیا ہوگا نظارا اپنا
تب مین جانون کہ نہ منہہ دیکھو دوبارا اپنا

ردیف باے موحدہ

[illegible]

ہو سیہ پوش کیون نہ مردم چشم	انکھہ یار نے ہمین مارا
طور پر جا کے لاشہ رکھہ دینا	شوق دیدار نے ہمین مارا
مرگئے بس اسی تمنا مین	نہ کبھی یار نے ہمین مارا

بند جس نے کیا ہے گویا کو
اوسکی گفتار نے ہمین مارا

ہمسے برگشتہ ہوئی ابروخمدار جدا	پھر گئی بخت کی صورت مژہ یار جدا
ہم بغل تجھسے جو ہون ہو تن زار جدا	جس روش گل سے رگ گل نہو زنہار جدا
عشق اسی کہتی ہین لب پر یہ دعا ہے تیغ	سر جدا ہو یہ نہو قاتل خونخوار جدا
شمع کیطرح کھڑی ہین یہ چلے جاتی ہین	تیرے دلسوزونکی سب سے ہے رفتار جدا
دیکھا دل کو مری پھیر لی یون آنکھ اوسنے	جسطرح ہو کوئی بیمار سے بیمار جدا
ہمراہ وہ مہ کنعان کہ جسے دیکھ کے ہون	اونگلیان پنجہ خورشید کی دو چار جدا
دل آدبا تی نہین وس نرگس مخمور کی یاد	میرے کعبہ سے نہین خانہ خمار جدا
راتدن بس مین اسی سوچ مین رہتا ہون ولا	شہسوار ایسا ہوا کون سا غمخوار جدا
ابلق چشم ہے گردش مین او سے آنسو ہین رواں	جاکر آوارہ جدا پھرتی ہین سیار جدا
پیچ مین لائینگے وہ دیکھیے اب کس کس کو	ایکدم سر سے نہین ہوتی ہے دستار جدا
تیرہ بختی مری انتی تو بھلا کام آوے	ہو نہ سر سے وہ کبھی سایہ دیوار جدا
فکر وصف قد دندان مین جو ہون اے گویا	ہاتھہ سے ہوتی نہین کلک گہر بار جدا

[illegible]

ردیف ثاے مثلثہ

[illegible]

بلبلوں کو دیکھکر دریا کا جانا چھوڑ دے کوئی بلبل مر گئی تو دیکھ لینا باغبان	کب وہ گل جاے گلستان مین براے عندلیب بیچ کر پھولون کو لون گا خونبہاے عندلیب

یاد گلرو مین کیا گویا نے کھینچی آہ سرد
ہو گئے ہین گل چراغ داغہاے عندلیب

ردیف تاے فوقانیہ

کیا ہین شیداے قد یار درخت — ہین جو شبنم سے اشکبار درخت
دیکھین گر سرو قد یار درخت — خاک پر لوٹین سایہ دار درخت
اشکبار اون پہ ہین جو مرغ چمن — پہنے ہین موتیون کا ہار درخت
سرکشی کی ہے کیا تری قد سے — کاٹے جاتے ہین بے شمار درخت
کیا ترے قد سے دون مثال اوسے — کہ ہے انگشت زینہار درخت
تیرے جلوے سے نخل طور رہے — ہین جو بالاے کوہسار درخت
بید مجنون کو دیکھ او لیلی — ہے یہ مجنون کا یادگار درخت
دیکھکر تجھکو بھول جائین گے — گل کھلائین گے بے بہار درخت
زندگی مین نہ مین نے پھل پایا — ہو نہ میرے سر مزار درخت
فائدہ بھی یہان تو نقصان سہے — سنگ کھاتے ہین باردار درخت
زاغ تن پھل رہے ہین صورت گل — ہم ہین گویا شگوفہ دار درخت

[illegible]

۳۲

[illegible]

کیا چمن کو جاؤں نہیں دیوانہ نازک مزاج — موج بوئے گل سے ہوجاتا ہوں زنجیری بیچ
جب صنم خانے میں جاتا ہو وہ بت نام خدا — جان پڑجاتی ہے سب پیکر کی تصویروں کے بیچ
باندھے سب فتراک ہی صیاد نے چھوڑا مجھی — میں ہی کیا صید زبون تھا سارے نخچیروں کے بیچ
رنگ اوڑجاتی سبھی کا تیرے رعب حسن سے — گر تری تصویر رکھدیں لاکھ تصویروں کے بیچ
تشنگی جب سے شہید کربلا کی ہے سنی — آبداری کا نہیں ہے نام شمشیروں کے بیچ
مرضی حق میں کبھی رکھا نہ ثابت اک قدم — عمر ساری کٹ گئی اپنی تو تقصیروں کے بیچ

واہ کیا کہتا ہے اوسکا سحر ہے باتیں نہیں
بند کردیتا ہے جو گویا کو تقریروں کے بیچ

ردیف حای حطی

اوس رشک آفتاب کو گر دیکھ پائے صبح — خجلت سے تا بحشر نہ پھر منہ دکھائے صبح
چوٹی کے بال پیٹھ پر اپنی وہ کھول کر — کہتا ہے ہنس کے شام ہے دیکھو تو یا ہے صبح
آجاتی ہے ہنسی سبھی مجھے یاد ایک صبح کی — روتا ہوں دیکھ دیکھ کے میں خندہ ہائے صبح
بند قبا جو کھولے تو ملے رشک آفتاب — کیونکر نہ اپنی جیب کو ٹکڑے اوڑائے صبح
تیرا رخ صبیح اگر دیکھ لے کبھی — خورشید کی نظر میں نہ ہرگز سمائے صبح
کس نازنین ہی سیکھی ہے اوس نے سبکروی — دیکھا زمین پر نہ کبھی نقش پائے صبح
چکن کے تیری بند جو دیکھے سو یہ کہا — تار شعاع مہر سے بند قبائے صبح

ردیف دال

کیون نہ انگشت نما ہو وہ مہ نو کیطرح
کہ ہمین بعد مہینے کے دکھاتا ہے وہ رخ

آنکھین نرگس مین ہین غنچہ ہی عارض گل مین
پھولون کی آئی ہمین اب نظر آتا ہی وہ رخ

فاصلہ شام و سحر مین نہ رہا اسے گویا
دیکھ لے متصل زلف چلیپا سے وہ رخ

جو ہم غصے مین ہو رنگ روی جانان سرخ
لہو یہ روئین کہ ہو جیب سرخ و دامان سرخ

خیال آتش گل ہین ہین ابکہ گرم فغان
ہوا ہے شعلہ آواز عندلیبان سرخ

کرے جو قتل وہ مجکو نہ مین کرون رسوا
لہو سے میرے کبھی ہو نہ تیغ جانان سرخ

لگا یا آنکھون کو جو یار کا حنائی ہاتھ
تو میری پلکین ہوئین مثل شاخ مرجان سرخ

قبائے سرخ صنم سے ہی کیا اوسی نسبت
کہ عندلیب فقط گل کا ہی گریبان سرخ

گمان ہی سبکو کہ الماس ہو گئے یاقوت
جو پان کھانیسے اوسکے ہوئے ہین دندان سرخ

ہر ایک خار مین عالم ہی وا رگ گل کا
بہا یہ تلوؤن سے خون ہو گیا بیابان سرخ

مین کیا بتاؤن کہ کیسے ہین سرخ وہ لب یار
نہ لعل سرخ ہی ایسا نہ ایسا مرجان سرخ

جو عندلیب کو غیرت ہو روئے ایسا خون
کہ گلفروش کی ہو جای ساری دکان سرخ

قبا سفید جو پہنے تو سرخ ہو جائے
فزون ہی گل سی کہین رنگ جسم جانان سرخ

پس از فنا بھی جو ہی دھیان دست رنگین کا
تو ہڈیان ہین مری مثل شاخ مرجان سرخ

برس رہا ہی لہو میری چشم تر خون سے
وہ دیکھے آکے نہ دیکھا ہو جسنے باران سرخ

ہماری قبر پہ شوخی ہی اوسنے پھینکے پیک
کہا کہ چاہیے تھا مرقد شہیدان سرخ

دیکھہ لوگا جو تصور ہین تو کیا کیجیے گا
میری نظرون سے بھلا رہیگا پنہان تاچند

بنگیا چرخ مرے اشک کے دریا کا حباب
رہون ای ماہ تری ہجر مین گریان تاچند

شکل فانوس خیالی ہون سدا گردش مین
مجھکو ڈھونڈھا کرو ای شمع شبستان تاچند

کردے قاتل دہن زخم سے خندان مجکو
مین رہون آرزوِ قتل مین گریان تاچند

کھا گیا آہ ترا غم تو کلیجہ میرا
ای ستمگار کرون دعوت مہمان تاچند

پانون رہجاتی ہین چلنے سے تو سر پھرتا ہے
رہون سرگشتہ مین ای گنبد گردان تاچند

کھائی زخم اوسکے بہت ابکی گلا کاٹین آپ
سر پہ لین ہم تری تلوار کا احسان تاچند

بھولتی دل سے نہین یاد کسی مطرب کی
دیکھیے ذکیطرح رہتے ہین نالان تاچند

کبھی کاشانۂ دل مین نکیا تونے گذر
خانہ آباد مرا گھر رہے ویران تاچند

تنگ ہین زیست سے ہم سر ہوِ وبال گردن
تیری مشتاق رہین خنجر جانان تاچند

نظر آتا نہین گویا مجھے سامان وصال
دست وحشت مین پھرون بیسر و سامان تاچند

ازرہ و ب چشم سوی زخم دل من نکند
تا مسیحا وضو از چشمۂ سوزن نکند

نالم و حیف لب بام تو شیون نکند
گریم و اشک روان دیدۂ روزن نکند

جامہ گر چاک شد از تار کفن دوختہ ام
چون من زار کسی خواہش مردن نکند

زیر دیوار تو از رشک نگہبان باشم
کہ نگہ بر رخ تو دیدۂ روزن نکند

عشق گیسوی تو گر سلسلہ جنبان نشود
کار زنجیر بہ گردن رگ گردن نکند

ردیف ذال معجمہ

قطعہ

استخوان میرے سگ یار تلک پہونچے — اتنا احسان کرے مجھ پہ ہما میرے بعد
صدمۂ تیغ سے اور فرط نزاکت کے سبب — پہلے مین گر پڑا اور یار گرا میرے بعد
چمن جوہر شمشیر سے منگوائے پھول — خوب قاتل نے سوم میرا کیا میرے بعد
کیا ہی مرنے سے مرے شاد ہین اعدا — بہت کیا کرتے ہین اب شکر خدا میرے بعد
نہ رہی بعد مرے نامہ و پیغام کی رسم — خاک اوڑاتی پھری گلیون مین صبا میرے بعد
منہ دکھانا تو کہان باتین بھی اوسکی مجھ — لن ترانی کی بھی آئی نہ صدا میرے بعد
کیا ہوا غم نہ کیا اوسنے مرے مرنے کا — اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد
چاک کرتا ہون اسی غم سے کفن مرقد مین — کھلے رہتے ہین ترے بند قبا میرے بعد
مجھسا بدنام کوئی عشق مین پیدا نہوا — ہان مگر قیس کا کچھ نام ہوا میرے بعد
کبریائی تری ثابت نرہیگی او بت — کوئی کہنے کا نہین تجھکو خدا میرے بعد
استخوان کو نہ جلا دیجیو اے آتش غم — آکے مایوس نہ پھر جائے ہما میرے بعد
وہین گور ابھی وا ہو بیان کرنے کو — آکے پوچھے تو اگر حال مرا میرے بعد
سر اوٹھایا مری وحشت نے پس از مردن بھی — بید مجنون مری تربت پہ اوگا میرے بعد
سنگ مدفن کے عوض رکھدیا مدفن پہ مرے — کوہ غم جبکہ کسی سے نہ اوٹھا میرے بعد
سب سے پہلے ہو نمین اوس سرو خرامان کا اسیر — طوق قمری کی بھی گردن مین پڑا میرے بعد
تیرے آنے کی دعا مانگی ہے اول مین نے — ساقیا ہاتھ سبو کا بھی اوٹھا میرے بعد
اوٹھ گیا صفحۂ ہستی سے نگین کی صورت — نہ رہا مین تو مرا نام رہا میرے بعد

بنگیا شوق سے مضمون کبوتر کاغذ

ردیف رای مہملہ

طبیعت آئی ان وزون اک طفل برہمن پر
گمان ہے نالۂ ناقوس کا اب میری شیون پر

ہوا یہ پیچ زلف یار کو کنگھی کے کرنے سے
ہوا پر اڑ کے اوڑی جاتی لگا شانہ کی ناگن پر

ہمیشہ یار اور عشاق میں ہے دشمنی دیکھی
دل پر داغ کیون شیدا ہوا ہے زلف پر فن پر

نظر آتی ہے مستی کی دھڑی یہ پان کی لاکھی
کسی نے برگ گل یا رکھ دیا ہے برگ سوسن پر

ہوا یہ پانی پانی دیکھ اوس غیرت گل کو
طلب کرتا ہے اوڑ جاتی کو ہے بلبل سے گلشن کو

شب مہتاب مین ہنسنا تمہارا لائیگا آفت
گرے گی ایکدن بجلی مہ تابان کے خرمن پر

تبسم دیکھکر اوس شعلہ رو کا جل رہی ہے مین گل
بجا ہے گر کہون بجلی گری پھولون کے خرمن پر

جوان ہے بیج دل سے اوٹھتا ہے تری بن سیر کر جمنا
تو اک کالی گھٹا سی یہ چھا جاتی ہے گلشن پر

نہ کیونکر سینہ و دل خانۂ زنبور ہو جائین
طبیعت آگئی ہے اک نگاہ ناوک افگن پر

ہوا تار نگہ میں رشتۂ زنار کا عالم
ہماری آنکھ پڑتی ہے جو اک طفل برہمن پر

منور ہو گئی میری لحد کس مہ کو پر تو سے
چڑھائی چادر مہتاب کس نے میرے مدفن پر

کوئی خورشید تابان جلوہ گر ہے اوس کی چلمن مین
شعاع مہر کا کیونکر گمان ہوئے نہ چلون پر

منور ہو گیا ایوان اوس مہ کی جلوہ گری
ستارون کا گمان ہوتا ہے دیوارونکے روزن پر

بنایا ہے زمین کو آسمان ان شہسوارون نے
مہ نو کا ہے عالم ہر نشان نعل توسن پر

مری زنجیر پر یون سنگ طفلان کے لگتے ہین
کہ بیتابانہ دوڑی ہے جیسے مقناطیس آہن پر

اگر مجھ ناتوان کو رخصت گلشن نہین دیتی
بجا ہے خار تھلا دین سر دیوار گلشن پر

چمک سے تیری دانتون کی وہیں دیدہ ہی پتھرا گئے
تمہی مٹی خدا نے ڈال دی ہیرون کی معدن پر

۳۷

حیف کوی یار تک پہونچے نہ میرے استخوان
مدتون اگر رہا بیٹھا رہا دیوار پر

سوکھ جائیں گر ہماری آبلونکی چھاگلین
پیاس سے کانٹے نظر آئیں زبان خار پر

بعد مُردن بھی ہے باقی میرے نالون کا اثر
تار مطرب کا ہے عالم ہر کفن کے تار پر

تیرے آب تیغ سے ظالم جو ہو طوفان بپا
موت تڑپے مثل ماہی گنبد دوار پر

خط اوسیہ اتنے لکھے ہیں کہ وان ہر جواب
بیٹھے رہتے ہیں کبوتر سیکڑون دیوار پر

حشر تک ممکن نہیں اب چمکے تیغ آفتاب
ہاتھ رکھوا تا ہے ظالم مغربی تلوار پر

کفش پا گل دکھاکر ہنسکے یون کہنے لگا
سیر کو کیونکر جاؤن گلشن ہے مری پیزار پر

دیکھیو ضد میرے مرغ نامہ بر کے واسطے
قینچیان لگوائی ہیں بیرحم نے دیوار پر

یار کو معلوم ہوتا ہجر میں سویا نہیں
خط لکھون گو یا بیاض دیدۂ بیدار پر

جو کوئی وہ چشم و ابرو دیکھتا روتا ضرور
عین کعبے میں گر آہو دیکھتا روتا ضرور

تیرے آگے ہوتا یوسف پر گمان یعقوب کا
قد و قامت دست و بازو دیکھتا روتا ضرور

گردش چشم سیاہ یار یاد آتی مجھے
گر کبھی رم کردہ آہو دیکھتا روتا ضرور

بیخبر ہے تم وجہ اللہ سے کچھ بھی خبر
ہے یہ لازم تجکو ہر سو دیکھتا روتا ضرور

راتدن رستم کو گو تیغ و سپر سے کام تھا
یار کی شمشیر ابرو دیکھتا روتا ضرور

تجکو خندان دیکھ کر موتی سمجھتا برق طور
سامری گر چشم جادو دیکھتا روتا ضرور

ہو یقین مجکو کہ ہیں چشمہ زمزم کیطرح
شیخ کعبہ گردہ ابرو دیکھتا روتا ضرور

آہ سوزان لب پہ تھی آنسو وان تھے شمع
مجکو روتے رات گر تو دیکھتا روتا ضرور

آ سکے اوس کا مصحف رو دیکھتا روتا ضرور
ہے یقین واللہ مجکو حافظ قرآن اگر
یار کی گر بیت ابرو دیکھتا روتا ضرور
گرچہ یوسف کا بھی تھا مصرع قامت لاجواب
دیکھ لیلی کو سنا جب میں تو مجنون نے کہا
میری آنکھوں سے اگر تو دیکھتا روتا ضرور
میں تجھے ہنسنے جو ہم دو دیکھتا روتا ضرور
باغ میں لالہ ہے نرگس ہیں وان ہے رشک مجھے
جب ترا میں گلشن کو دیکھتا روتا ضرور
چشم بد دور آنکھیں میری غیرت لیلی کی اگر
وادی مجنون کا آہو دیکھتا روتا ضرور
بنگیا ہون غم کی میں تصویر اوسکے ہجر میں
شمع کیطرح کٹی ہیں راتین کسطرح گذری ہیں دن

ہین اشک زخمون سے میرے جاری نہ تھمی ہوگی یہ اشکباری
بنی ہین چشم پُرآب قاتل یہ زخم پانی چورا چورا کر
کہان وہ شکلین کہان وہ باتین کہان وہ جلسے کہان وہ محفل
یہ سب کا سب خواب کا تھا سامان چھپا لیا ہے جھلک دکھا کر
برنگِ ساغر ملا دیا مُنہ جو مُنہ سے تیرے خفا نہوتا
کیا ہے بیہوش تو نے ساقی شراب مجکو پلا پلا کر
اوٹھایا یارون نے پر نہ اوٹھا زمین سے ہرگز ہمارا لاشہ
یہ کسنے ہمکو ہے مار ڈالا نظر سے اپنی گرا گرا کر
جو بھیجین ہم مرغ نامہ بر کو تو چٹکیون مین اوسے اوڑا دے
اگرچہ وہ طفل کھیلتا ہی پر کبوتر اوڑا اوڑا کر
پس از فنا بھی اگر تو آئے کرون سگِ یار میہمانی
کہ استخوان کو ہے اپنے تن مین رکھا ہما سے بچا بچا کر
کرے اگر سرکشی یہ مجھسے ابھی فلک کو زمین پہ پٹکون
کہ توڑ ڈالے ہین ایسے مینے ہزارون شیشے اوٹھا اوٹھا کر
کبھی مرے دل سے کرتے ہین بل کبھی ہین شانہ سے یہ اُلجھتے
غرض کہ زلفون کو تو نے ظالم بگاڑا ہے سر پہ چڑھا چڑھا کر
شکست لکھتا تھا نام دل کا یہی تھی طفلی مین مشق تیری

وہی اثر ہے جنون کا ابتک وہی ہے لڑکون کو اب بھی کاوش
کہ میری مٹی کے روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر

عجب نہین نامۂ عمل کا ورلا ہو کاغذ اگر خطائی
خطائین کین مین نے آشکارا کیے ہین عصیان چھپا چھپا کر

اثر ہے چاہ ذقن کی الفت کا بعد مردن بھی آہ باقی
کہ کھیلتے ہین ہماری مٹی کے ڈول لڑکے بنا بنا کر

کیا ہے پوشیدہ عشق ہمنے کسی سے در پردہ ہی محبت
پڑے ہوئے بستر الم پر جو روتے ہین منہ چھپا چھپا کر

جو خوف طوفان اشک سے اب نہین ہی جاتا نجا ہی قاصد
روان کرون سوی یار جانی خطون کی ناوین بنا بنا کر

ترا سا قد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت نہ بن سکی پھر
اگرچہ صانع نے لاکھون نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

ادھر مژہ نے لگائی برچھی اودھر نگاہون نے تیر مارے
شکست دی فوج صبر دل کو یہ کسنے آنکھین لڑا لڑا کر

کٹی ہی گویا شب جوانی بس آن پہونچی ہے صبح پیری
بہت سی کی تو نے بت پرستی اب ایک دو دن خدا خدا کر

ہے کف پا مین حنا کا گل عیان بالا ہی   شعلہ او سکے زیر پا ہی اور دھوان بالا ہی

[illegible]

تھے سبکدوش آگے پہونچے جلد یاران عدم — یان توہی عصیان کا اک بار گران بالای سر

مجکو اک سرو روان کے عشق نے مجنون کیا — کیا عجب باندھے جو قمری آشیان بالای سر

کانپ کانپ اوٹھی ہوا اکثر میری نالون سے زمین — کیون نہ یارب گر پڑا یہ آسمان بالای سر

ہو گیا اکثر سرشک چشم سے خانہ خراب — گر پڑی ہے بارہا سقف مکان بالای سر

اس زمین مین اور اک ایسی غزل گویا کہون
جسکو سنکر رکھین سب اہل زبان بالاے سر

چاند سورج ہین ترے ای جان جان بالای سر — کیون نہو پھر پھر کے صدقے آسمان بالای سر

کاش پہونچے اشک کا آب روان بالای سر — ہی ہر اک داغ جنون آتش فشان بالای سر

ہی زمین پانٔون کے نیچے آسمان بالای سر — مہربان ہے زیر پا نامہربان بالای سر

اے خط نورستہ مجکو تیرا مجنون جان کر — طوطیون نے آکے باندھا آشیان بالای سر

سر چڑھایا کیون نے اے ظالم بگاڑا ہی اسے — کرتی ہی پل کاکل عنبر فشان بالای سر

اسقدر ہلکاریان کی ہین تری تلوار نے — زخمون سے رکھتے ہین ہم اک گلستان بالای سر

مثل گلبن پانٔون گڑ جائین زمین مین اے نسیم — گر رکھ گل بھی رکھون مین ناتوان بالای سر

پھرتے ہین صحرا مین سر پہ ہین گل داغ جنون — خار اپنے زیر پا ہے بوستان بالای سر

بادشاہی سے یہ نفرت ہی کہ چھوڑے بن اپنا — گر پڑے ظل ہما اے آسمان بالای سر

یان خزان مین بھی شگفتہ ہین گل داغ جنون — کہ دو اب بلبل سے باندھے آشیان بالای سر

مجھسے یارب بار غم اوٹھتا نہین اسکے عوض — کاش رکھدیتا زمین و آسمان بالای سر

سر چڑھایا یہ جبینون نے کہ بعد از مرگ بھی
شانہ بنکر ہو پہونچے میرے استخوان بالاے سر

ہے ہماری بیقراری سے تہ و بالا جہان
ہم زمان زیر قدم ہے ہر زمان بالاے سر

آسمان مثل زمین ہے گاہ پانٔون کے تلے
اور زمین ہے گاہ مثل آسمان بالاے سر

دل ہمارا نعرہ زن ہی سر سے گذری اشک چشم
سینہ مین گویا جرس ہی کاروان بالای سر

ردیف زاے معجمہ

[illegible]

جب بہار آتی ہے تو ہوتا ہے ہمین جوش جنون
چاک ہوتا ہے ہمارا جیب و دامان ہر برس
صورت گل چاک کرتے ہین گریبان ہر برس
طوق منت کا پہننا ہے [illegible]
آہ دکھلاتی ہے یہ وحشت بیابان ہر برس
خانۂ آباد ہو جاتے ہین ویران ہر برس
اپنا جوش اشک دکھلاتا ہے طوفان ہر برس
یاد آجاتے ہین [illegible] جانان ہر برس
موتی برساتی ہین آنکھین مثل نیسان ہر برس
جب بہار آتی ہے خواہش قتل کی کرتا ہے یار
ہوتی ہے آلودۂ خون تیغ جانان ہر برس
آب نہر باغ سے کیا تیغ اوس کی تھی بجھی
زخم میرے مثل گل ہوتے ہین خندان ہر برس
[illegible]

باغ جہان مین آہ بہار آئی لاکھ بار	وہ نخل ہون صبا کہ نہ لایا ثمر ہنوز
ظالم تو قتل کر کے ابھی سے مکر نہ جا	مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز
گو خاک ہو گئے نہ گئی جستجوے یار	جون گرد راہ پھرتے ہین ہم در بدر ہنوز
کشتے ہین جب سے ہم تری شمشیر ناز کے	آگاہ تھی نہ دوش سے تیری سپر ہنوز
اکدن سنا تھا کچھ مری سرگشتگی کا حال	کہتا ہے یار ناز سے پھرتا ہے سر ہنوز
یہ زار ہون کہ موے بدن بھی وبال ہے	تسپر ہے دل مین الفت موے کمر ہنوز
سر چوب آستان پہ تری دے دے مارتے	صندل سے تو گیا نہ مرا درد سر ہنوز
آخر ترے فراق مین میرا ہوا وصال	دیکھا نہ شام ہجر نے روے سحر ہنوز

گویا کا حال پوچھے جو وہ کہیو اے صبا
بیٹھا ہے مثل نقش قدم خاک پر ہنوز

ردیف سین مہملہ

سر کٹے پر کر نہ چو رنگا ہمری جلاد بس	تا کجا ظلم و ستم بس اے ستم ایجاد بس
تیرا ہی مصراع قد ہی خوب شاخین مت نکال	سرو کے مصرع پہ ظالم ہو چکا ایراد بس
یار کا نقشہ نہ ہرگز کھنچ سکا غش آگیا	دیکھی صناعی تمہاری مانی و بہزاد بس
سن نہین سکتا مری نالون مین ایسا درد ہے	جب کرون فریاد کہتا ہے وہ ہین فریاد بس
کسکو طاقت ہے سنے دیوانہ کی فریاد کو	سنکے زنجیر و نکا غل کہنے لگا حداد بس

ردیف شین معجمہ

[illegible]

ردیف طای مہملہ

گرمی سے چاندنی کے ہوا ہی عرق عرق
آئے نہ اب کہیں مری سرو روان کو غش

مستی میں شب وہ ماہ جو گرم خرام تھا
آ گیا تھا بزم میں پیر مغان کو غش

نام خدا ابھی سے یہ طفلی میں حسن ہے
آتا ہی اوسکو دیکھ کے پیر و جوان کو غش

ناقے کے ساتھ چل نسکا فرط ضعف سے
لیلی سے کہدو آیا ترے ساربان کو غش

آیا جو وہ تو اوڑ گئے صبر و قرار و ہوش
یوسف کے دیکھنے سے ہوا کاروان کو غش

گویا وہ ساتھ غیر کے جاتا نہو کہیں
آنے لگا ہی آج جو مجھ ناتوان کو غش

ردیف صاد مہملہ

ٹھہرے تیرا بت خود کام رقص
لے گیا دل سے مرے آرام رقص

تیرے گانے سے زمین ہے وجد مین
کرتے ہین دیوار و سقف و بام رقص

آ گئی ہے چرخ میں گردون کی عقل
دیکھکر اے ماہ سیم اندام رقص

تان کے ہمراہ نکلی میری جان
مفت میں اوسکا جو ہو بدنام رقص

لولی گردون تلک ہے وجد مین
رقص ہی ہی بس ہے اسکا نام رقص

ہو وہ بسمل گر تڑپتا دیکھ لے
دست قاتل مین کرے صمصام رقص

تیرے دکھلانے کو اے مہ آفتاب
کر رہا ہے صبح سے تا شام رقص

دیکھکر تجکو تڑپ جاتے جو ہین
کرتے ہین صید اسیر دام رقص

ردیف ظای معجمہ

خوش آئے کیا تجھے زاہد خطِ عذارِ صنم
جسے جنون نہو اوس کو بہار سے کیا حظ

گناہ ہوتے ہین ای واے ہمسے خط کیلیے
الٰہی کاش نہوتا جہان مین پیدا حظ

نہین ہے کم مجھے رونیسے خندۂ ساغر
جو پاس یار نہو میکشی کا پھر کیا حظ

کبھی نہ لب ہون مرے آشنا شکایت سے
جو دیوے گالی پہ گالی اوٹھاؤن دونا حظ

کہی جنون مین غزل ایسی ہم نے اے گویا
کہ جسکو سنکے اوٹھاتی ہے روحِ سودا حظ

ردیف عین مہملہ

اشک سے اپنے اگر رکھتی ہے آب و دانہ شمع
کس لیے ہے جمع کرتی خرمنِ پروانہ شمع

گر ہٹاوے ہاتھ سے وہ ساقیِ مستانہ شمع
محفلِ شب مین دکھائے گردشِ پیمانہ شمع

بنگیا ساغر چراغ اوسکے حنائی ہاتھ مین
عکسِ رخ سے بنگئی موجِ میِ پیمانہ شمع

یار اگر آئے تو روشن ہو مکان میرا اوسے
ہوئے کب روشن میانِ خانۂ ویرانہ شمع

صورتِ قلقل کرے نالہ زبانِ شعلہ سے
ساقیا دیکھے جو تیری نرگسِ مستانہ شمع

ہے بلورین جھاڑ سا روشن جو دیکھو دور سے
ساق و ساعد شمعین ہین اور چہرۂ جانانہ شمع

ساعدِ روشن کی اوسکی تب خریداری کرے
کاٹ کر سر رکھدے پہلے ہاتھ مین بیعانہ شمع

دودِ شمعِ داغِ دل کر دیویگا آخر سیاہ
مثلِ کعبے کے بنائیگی مرا بتخانہ شمع

رونے مین بھی ان حسینون کو سراسر مکر ہے
آنسوؤنکے تار سے رکھتی ہے دام و دانہ شمع

کوچۂ گیسو مین ع داغون کے سبب سے بچ گیا دل
یعنے ہوتا ہے شب تاریک مین رہبر چراغ

رات بن تیرے یہ میرا حال تھا اے شمع رو
شعلے نظرون مین مرے اخگر تھے اور مہر چراغ

کس لیے جاتا ہے تو سرو چراغان دیکھنے
مین ہون ع داغون کی بدولت پانون تک سر تا قدم چراغ

تیری شبہاے جدائی مین ع یا کسنے یہ رنج
اپنے شعلے سے دکھاتا تھا مجھے خنجر چراغ

سب حسینان جہان سوتے ہین ہرجائی دلا
دیکھیے ہوتا ہے روشن شام کو کس گھر چراغ

یہ سیہ خانہ ہمارا یار وحشت خیز ہے
کرمک شب تاب ہان اوڑتے ہین یان اکثر چراغ

آہ سے اک اپنے ہی ع داغون مین آگ اوٹھتی ہے
ورنہ دیکھا ہے کہ گل کردیتی ہے صرصر چراغ

مار ڈالا ہے جو اوسنے داغ دے دے کر مجھے
چاہیے روشن کرے آ آ کے تربت پر چراغ

ہو فزون قدر حسینان جسقدر ہون یہ بعید
دور سے دیکھو تو آتا ہے نظر اختر چراغ

گر خدائی ہاتھ مین لے جام مے وہ شمع رو
موج مے ہو جاے شعلہ اور بنے ساغر چراغ

میری مژگان پر نہین ہے جلوہ گر لخت جگر
ہین لب دریا پہ روشن لے پری پیکر چراغ

دیکھی جو گردن کشی اوس شمع رو کی بزم مین
منہ سے کیا پھر اپنے شعلے سے اوٹھائے سر چراغ

اوسکی تیغ ظلم سے انجام کو عاشق نہین
ایک پروانہ نہ نکلا ڈھونڈھو گر لیکر چراغ

فکر حق سے دل کو روشن کر جلاتا کیا ہے شمع
گل نہین ہوتا ہمارے گویا یہ تا محشر چراغ

ردیف فا

آپ سے جاتا نہین مین اوس ستمگر کیطرف
خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے خنجر کیطرف

بلبل پہ ہجوم گل ہی چمن مین یہان تلک
پھولون سے بھر گئی ہی ترا آشیان تلک

شکوہ جفا کا پھر سے کبھی نہ آئی زبان تلک
پروا ز مشک ازین تھی مری آسمان تلک

اب تو چمن سے جا نہ سکون آشیان تلک
ایسا کیا ضعیف غم انتظار نے

آنکھون کو میری بار ہی خواب گران تلک
عالم ہون علم عشق کا مین کر نہ ہمسری

اے عندلیب تو ہی پڑھی بوستان تلک

ردیف کاف عربی

آستین پھر آنسوؤن سے ہاے تر ہونے لگی
پھر لگے بہہ بہہ کے جانی اشک دامان کیطرف

ہی یقین پھر آگئی یہ ہمکو کنوین جھنکوائیگا
دل ہوا مائل پھر اک چاہ زنخدان کیطرف

آبلون کے زخم پھر شاید کہ ہو جائین ہرے
پھر بہار آئی چلے خار مغیلان کیطرف

اے جنون رگہاے تن کو شوق نشتر پھر ہوا
دیکھتا ہون پھر کسیکی نوک مژگان کیطرف

چھٹ گئی دست خرد سے پھر عنان اختیار
لیچلا پھر توسن وحشت بیابان کیطرف

پھر ہوا شوق شہادت آہ اے گویا مجھے
پھر جھکا جاتا ہی سر شمشیر بران کی طرف

ردیف قاف

کاہش جان ہی لب پہ ہاے فراق
کس بلا مین ہے مبتلاے فراق

کوے دوزخ اوسے پہونچتا ہی
نہ کسیکو خدا دکھاے فراق

کھا گیا غم ترا کلیجے کو
دل مرا ہو گیا غذاے فراق

جان دی اوسکا نام لے لے کر
بس مرا تھی یہی وفاے فراق

اوس کوئی بھی جہان مین نہین
مین کہون کس سے ماجراے فراق

سقف گردون دون جلا دی کہین
اے مرے آہ شعلہ زاے فراق

دل بھی بیگانہ ہو گیا مجھ سے
مین ہوا جب سے آشناے فراق

خوار ہون زار ہون پریشان ہون
اوس سے کہدو یہ ماجراے فراق

الله رے دماغ ذرا دیکھہ اے ہما
اوس ماہ سے جو سر مرا ٹھکرا یا پانون سے
نخل مراد یار ہوا آج بار ور
پھر جائے تیر آکے وہ برگشتہ بخت ہون
مرنیکے بعد ہے سگ جانان کا انتظار
سو بار آکے موت بھی فرقت مین پھر گئی
گویا یہ ناتوانی کا احسان مجھپہ ہے

آیا نہ ہے طالب سگ یار استخوان تلک
پہونچا دماغ آج مرا آسمان تلک
صد شکر کٹکے سر مرا پہونچا سنان تلک
رخ پھیرے دیکھکر مجھے اوسکی کمان تلک
کہہ دو بہانہ آئے مرے استخوان تلک
برگشتگی نصیب کی گئی ہے کہان تلک
آنے دیا نہ یار کا شکوہ زبان تلک

ردیف کاف فارسی

شمع بھاگی دیکھکر میرے سیہ خانے کا رنگ
ساقیا جب پنجۂ رنگین مین لے وہ مست ناز
تو عبث دھوتا ہے قاتل دامن گل کی طرح
اوس پری کی چشم کی تعریف کا ڈھنگ جو پوچھ
ساقیا تو ماہ ہے اور ساغر ہے آفتاب
فقرۂ رنگین کو سنکر مثل گل بنتی ہین گوش
دامن گل کر دیا ہے دامن کہسار کو
جسم سرخ ایسا ہی پہنا اوس نے جو موتیکا ہار

دیکھہ لے گر سوز دل اوڑجائے پروانیکا رنگ
سرخ ہو جائے اگر ہو سبز پیمانیکا رنگ
میری خون کا تیرے دامن سے نہین جانیکا رنگ
ہو سلیمانی مرے سجے کے ہر دانیکا رنگ
آسمانی چاہیے اوس تیری میخانیکا رنگ
چھا رہا ہے بزم مین ایسا ترے گانیکا رنگ
ابر سیکھے آکے ہم سے اشک برسانیکا رنگ
ہر گھر مین صاف اب ہوگئے پروانیکا رنگ

ردیف لام

[illegible]

۴۷

برق نادم ہے بیقراری سے
نیم سا روئے سے ہے سحاب خجل
کیون نہ انگارون پر سدا لوٹے
دل سوزان سے ہے کباب خجل
سر نگون ہے ہلال دیکھ کر ماہ
ہے تری دیکھ کر رکاب خجل
یار کے دل سے دھو سکا نہ غبار
ہون مین اسے دیدۂ پر آب خجل
ہے گویا کے منفعل بلبل
تجھ سے اے رشک گل گلاب خجل

ردیف میم

[illegible]

تپ ہجر سے حال تھا میرا بتر جو وصال ہوا
وہ جور و جفا کی قسم
ہمیں کربلا کی شتاق
نہ کو میں ہی رہا مرض دور ہوا ہو سی
نا دم زیست الم
تیغ ستم تو وہ کھا چکا ہین
کسی جہان میں عجب لطف سے کہ ہم کہتے ہیں
کی ناز و ادا کی قسم
کھائے تیرے ناز و ادا مجھے تیری
تجھی یہ بیان ترا
تری ہجر مین اسے جو میری وفا ہے باغ جہان میں
وحشی مجنون کی قسم
کی حال ہمارا ہے قیس کا بھی ادا

چلے سے کے دست شفا کی قسم
کیا یار سے نے دیکھی جو شرم مری ہی قری کو
انس ناز و ادا نے بھی
ہون لجا لہ یہ جتنی ہین سر و سہی مجھ اپنے ساقی
شرم و حیا کی قسم
لگی مستی سے شب جو وہ ماہ لقا دیکھا
ساقی سے کے ہوش رہے نہ بچا

صورت مژگان جگر آنکھوں سے ہم خنجر کر دین	مثل ابرو منہ پہ کھائین یار کی تلوار ہم
اپنی کشتی موج بیکی تلوار ہی سے گھاٹ مین	دیکھکر مر جائینگے وہ ابرو سے خمدار ہم
کیا دل نہ اب جا کر عصا مینائی میں ہاتھ	یعنی چشم مست ساقی کے ہوئے بیمار ہم
تباہی ہو خاک بھی بعد از فنا ہر گرد اون	ڈھونڈتے پھرتے ہین ابتک کوچہ و بازار ہم
ہم تو کیا ہین حضرت عیسی بھی دیکھین تو کہین	عین صحت ہی جو اون آنکھوں سے ہین بیمار ہم
تیغ ابرو کا تصور دل مین لا سکتے نہیں	ہاتھ مین دیوانے کے کسطرح دین تلوار ہم

نالہ پر درد سے گویا سنا یا چاہیے
یار کو کیا بیٹھ سنین گے درد کے اشعار ہم

مرے خون سے سرخ کر اور کفنہ تیرے ہاتھون کے رنگ حنا کی قسم
نہ اوٹھا اونگا تیغ ملے جو مین سر مجھے یار ترے کف پا کی قسم
کہا لیلی نے قدر شناس ہین ہم ہین سینے ہی مہر و وفا کی قسم
جو ہے قیس کو غم ہے یہان تو الم کہو کھائین ہم وہ بار اخدا کی قسم
کہا لیلی نے ناقہ چلی اسکا یہی قیس کا بن ہر خدا کی قسم
یہ وہی ہے کہ عشق کا جذب ہوا اوسی وحشی بے سر و پا کی قسم
کبھی باغ مین گل پہ کرون نہ نظر رخ یار کے حسن صفا کی قسم
مری نظرون مین سانپ ہے سنبل تر مجھے حلقہ زلف سیاہ کی قسم
کہین آیا بگولا نظر جو کبھی کہا لیلی نے باد صبا سے یہی

[illegible]

کبھی چٹکی نہ کوئی چمن مین کلی مجھے اوسکے دہن کی صدا کی قسم
جو چمن مین وہ لالہ عذار نہین کسی گل پہ فروغ ابھی بہار نہین
کہین نغمۂ بلبل زار نہین مجھے جنبش باد صبا کی قسم
دل مضطرب آہ جو کہنے مین ہو کہو سیدھی بھی بات تو ترچھی سنو
یہ سمجھ لو جو کعبہ بھی تم ہو تو نکرون کبھی سجدہ خدا کی قسم
شب ماہ ہے اور چمن کی فضا لب نہر ہے اور ہے ٹھنڈی ہوا
کوئی جام شراب کا دے گویا تجھے ساقی ماہ لقا کی قسم

کوچۂ جانان مین جب جاتے ہین ہم — کیا ہی مایوسانہ پھر آتے ہین ہم
باغ مین بے یار اگر جاتے ہین ہم — بلبلون کی طرح چلاتے ہین ہم
شکل مژگان تیغ گو منھ موڑ لے — سر کو اپنے کوئی سرکاتے ہین ہم
کیون نہ کہیے جنگ ہے یہ عین صلح — لڑتے ہی آنکھ اوس سے نیچا پاتے ہین
مول لیتے ہین لڑائی یار سے — دے کے دل آنکھین لڑاتے ہین ہم
اسقدر ہم جنس سے مقدار ہین — لو جو تم نظرون مین تل جاتے ہین ہم
صید ہین پر کرتے رہتے ہین شکار — دام مین صیاد کو لاتے ہین ہم
ہجر مین جز غم نہ کھایا ہمنے کچھ — یار کھانیکی قسم کھاتے ہین ہم
یاد آتا ہے جو وہ رنگین ادا — اشک خون آنکھون سے برساتے ہین ہم
آگے اوس شمشاد قامت کے مدام — بید کے مانند تھراتے ہین ہم

۴۶

[illegible]

۵۰

چشم دیوانی کے لیے آئے غزال — کسکی آنکھین دیکھکر آتے ہین ہم
وہ پری پہناسے گر زنجیر زلف — تو ابھی دیوانے بن جاتے ہین ہم
ایک بھی غمخوار یہ کہتا نہین — رو نہ تو اوسکو سیلیے آتے ہین ہم
ان جفاکارون کو رکھتے ہین عزیز — دشمنون کے دوست کہلاتے ہین ہم
گفتگو کرتے ہین وصل یار کی — پھر یہ کہتے ہین کیا گاتے ہین ہم
کھا کے بل کہتا ہے وہ موی کمر — گیسوؤن کو پیچ سکھلاتے ہین ہم
تیر مژگان اوس کا پھر یاد آگیا — پھر کمان کی طرح چلاتے ہین ہم
تار ثابت جیب و دامن مین نہین — اے جنون تیری قسم کھاتے ہین ہم
آنکھ مجھسے پھیر کر کہتا ہے وہ — گردش ایام دکھلاتے ہین ہم
تا لہو پوچھے وہ اپنی تیغ سے — زخم دامن دار دکھلاتے ہین ہم
ہجر کی شب ہمکو نیند آئی نہین — زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم
تو نے نظرون سے گرایا کیا ہمین — سب کی نظرون سے گرے جاتے ہین ہم
نام لکھہ کر ترا وصلی پہ روز — ہجر مین یون دل کو بہلاتے ہین ہم
سامنے آتا ہے جو یوسف جمال — اوسکے ہاتھون مفت بک جاتے ہین ہم
ایسی خوش آئی ہے از خود رفتگی — آپ مین برسون نہین آتے ہین ہم
یہ غذا لکھی تھی کیا تقدیر مین — کیون فلک یون ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
بھیجتے ہین خط پہ خط او شہسوار — گھوڑے اب کاغذ کے دوڑاتے ہین ہم

یہ جہان ہے کشتی بحرِ فنا | بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم
مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال | یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم
ضعف سے صابر ہمین کہتے ہین لوگ | مفت مین ایوبؑ کہلاتے ہین ہم
گھر سے کیونکر نکلین فرطِ ضعف سے | بیت کے مضمون کہلاتے ہین ہم
قبر پر اوسنے کہا آؤن گا مین | اس توقع پر موے جاتے ہین ہم
دیکھیے اب شام غربت کیا دکھاے | رخصت اے صبحِ وطن جاتے ہین ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پانون پہ سر | آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
زردی رخ سے ہین کشت زعفران | جاے گریہ ہے ہنسے جاتے ہین ہم
بارِ عصیان سے یہ ہے گویا بہت | کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

ردیف نون

بے سوالی صبر کی دولت اگر پیدا کرون | مثل گل بے منت مخلوق زر پیدا کرون
مین توکل سے شکیبائی اگر پیدا کرون | خاک صحرا و قناعت سے شکر پیدا کرون
مقتضاے طینت صافی ہے باغ دہر مین | رابطہ مثل صبا با خشک و تر پیدا کرون
عشق برخورداری چاہون کہ پھل تو ہوے نصیب | پہلے آہ و اشک سے نخل و ثمر پیدا کرون
تب تو اہل دل کی خوشبو سے معطر ہو دماغ | جستجو مثل صبا جب در بدر پیدا کرون
برق سان اے دل جو دائم برزدہ دامن رہون | بیقراری مین وہ اپنا ہم سفر پیدا کرون

[illegible]

باغ عالم مین اگر پیدا الفت ہو درست
تو تو شاخ بید سے بھی مین ثمر پیدا کرون

ہو نہ شبنم کی طرح پرواز میری تا افلاک
پرتو خورشید سے گر بال و پر پیدا کرون

طالع واژدن سے دولت اندوزی چال ہے
عیب جاتی ہین مین جتنے ہنر پیدا کرون

کھینچے یہ چرخ ستمگر مجھ پہ تیغ آفتاب
صورت شبنم جو اوس گلشن مین گھر پیدا کرون

ست جہان یعقوب سان آنکھو نسے نہان گیا
اپنے یوسف کی کہان سے مین خبر پیدا کرون

یار تک کب اوڑ کے جانے دے یہ بخت نارسا
خود بخود کٹ جائین گر مین بال و پر پیدا کرون

ہون جو اسے گویا ابھی بحر رمل مین غوطہ زن
بے بہا اس بحر مین کیا کیا گہر پیدا کرون

ہون وہ بلبل چاہیے مین گلشن اگر پیدا کرون
صورت طاؤس اپنے بال و پر پیدا کرون

تیغ ابرو کے تری مضمون اگر پیدا کرون
اپنے ہر مصرع مین سیفی کا اثر پیدا کرون

آہ بے تاثیر مین گر کچھ اثر پیدا کرون
گھر مین بیٹھے بیٹھے اوسکے دل مین گھر پیدا کرون

ہون وہ گریان بعد مردن اپنی خاک قبر سے
سبزۂ تر کے عوض مژگان تر پیدا کرون

خود بخود جلنے لگین پروانہ سان ای شمع رو
گرد پھرنے کے لیے گر بال و پر پیدا کرون

خط اگر لکھون کبھی مین اپنے رشک ماہ کو
بیضۂ گردون سے مرغ نامہ بر پیدا کرون

خنجر غم سے کرون سینے کو اپنے چاک چاک
یاد مین اوس ایک در کے لاکھ در پیدا کرون

آسمان ہو سب ستارے ہو کے پتھر گر پڑین
ہین جو نخل آرزو مین بھی ثمر پیدا کرون

نقش ایسا ہے اوسے ہرگز نہ آئے بھول کر
نقش حب کیطرح گر کتنے ہی گھر پیدا کرون

کیون دکھاؤن وقت جانان کے صدمہ رات بھر
شام ہی سے حالت شمع سحر پیدا کرون

مین ہین ہو رہے خیال اوس کو دہان تنگ کا
دل مین بس ایسا مکان مختصر پیدا کرون

تھک چکا گردون خط نا ر مجنون نے لکھا
اب بتا وحشت کہان سے ہم سفر پیدا کرون

اوس پری سے صورت سایہ نہون کیا جدا
اوس سیہ بختی مین اتنا تو اثر پیدا کرون

وہ چشم مہر سے جدم نگاہ کرتے ہین
سپہر کے چاند کو بھی رشک ماہ کرتے ہین

[illegible]

[illegible]

آئینہ ہے جسم صاف اوس کا
کہتا ہے یہ مشتری فلک پر
رخسار وہ رکھ کے سو گیا تھا
خط لکھ کے جو ہے تلاش قاصد
مرجان کے دیکھ دیکھ وہ ہاتھ
آتی تو جفائیں کر نہ اسے بت
اب تو مجھے غیب دان کہیں سب

کیون کر نہ کہے مین خود نما ہون
یوسف ترے ہاتھون مین بکا ہون
گل تکیون کو روز سونگھتا ہون
مانند قلم مین پھر رہا ہون
مہندی کی طرح مین پس رہا ہون
آخر تیرا بندۂ خدا ہون
مین تیری کمر کو دیکھتا ہون

گویا ہون وقت کا سلیمان
پریون ہی پہ حکم کر رہا ہون

ثانی ترا کوئی نہین حسن و جمال مین
خال سیاہ یار جو دیکھین تو ہون خجل
آنکھون مین چھپا رہا ہے کس انسان کا خیال
چلنے مین پائے یار سے آتی ہے یہ صدا
دھڑکا شب فراق کا دل سے نہ جائیگا
تھا مول مین بوسہ اک خط جانکا مانگیے
دل نے جو عشق زلف مین صدمے اوٹھائے ہین
دل مین پڑے ہو کمر سے ہم آغوش ہو سبے

سورج کو قبضہ مین ہے کرن چاند ڈھال مین
ٹھہرین نہ پتلیان کبھی چشم غزال مین
آتے نہین فرشتے بھی اپنے خیال مین
نسبت نہین ہے درد کو کچھ چال ڈھال مین
ہو جائیگا وصال ہمارا وصال مین
کانٹے سے پڑ گئے ہین زبان سوال مین
لاکھون ہی بال پڑ گئے ہین اس سنان مین
ہے کیا خیال اس دل نازک خیال مین

۵۳ [illegible]

[illegible]

بہانہ ساقی مہوش سے ہے لپٹنے کا
نہیں ہوں نشے میں بیہوش ہوشیار نہیں

نجاے بعد فنا خاک سے بھی بیتابی
مروں تو شیشۂ ساعت کا پھر غبار نہیں

دل و دماغ مرا جاتی ہے کیا بلبل
نہ اولجھوں دامن گل سے کبھی وہ خار نہیں

یقین ہے سر و لب جو بھی پانی پانی ہے
جو تیرے پانوں پہ سر رکھ کے اشکبار نہیں

ہر ایک داغ ہے گل اور آہ سرد نسیم
وہ عندلیب ہوں گلشن کا یادگار نہیں

تو اپنے چاند سے مکھڑے کو گر کرے گلنار
ہلال کہنے لگے اس چمن کا خار نہیں

ادھر تو دیکھیو گویا نے گل کھلائے ہیں کیا
ہجوم داغ سے کہتا ہے لالہ زار ہو نہیں

دماغ اور ہی پاتے ہیں ان حسینوں میں
یہ ماہ وہ ہیں نظر آئیں جو مہینوں میں

خیال زلف ہے یوں عاشقوں کے سینوں میں
کہ جیسے سانپ ہوں بیٹھے ہوئے خزینوں میں

کمال حسن ہے لے چرخ ان حسینوں میں
ہیں آفتاب عذاروں میں مہ جبینوں میں

قسم خدا کی نظارہ کریں خدائی کا
لگا ہیں آئینۂ دل جو دوربینوں میں

ہمارے ماہ کو یہ زاہدوں نے سجدے کیے
ستارے ٹنکی گٹھے جو تھے جبینوں میں

بتوں سے دور ہیں اب کیا خدا کی قدرت ہے
کبھی وہ دن تھے کہ ہم بھی تھے ہمنشینوں میں

خوشی کا روز ہے اب تو گلے لپٹنے دو
نظر پڑے جو مہ عید سال مہینوں میں

اس ایک خال پہ لے ماہ تو نہ ہو مغرور
ہزاروں داغ ہیں یاں عاشقوں کے سینوں میں

جو ماہ شام کو نکلے تو صبح کو خورشید
ہے اتفاق نہیں دیکھ لو حسینوں میں

[illegible]

سبزہ تک اپنی قبر کا خوابیدہ ہوگیا
پر ہمکو نیند آئی نہ اکدم مزار مین

اوبرق طور تا بہ کجا لن ترانیان
پتھرا گئین ہین آنکھین مری انتظار مین

جائین کب آشنا ترے دریا کی سیر کو
اشک وان سی رہتی ہین دریا کنار مین

یہ کس نے آکے قبر پہ بے چین کردیا
کیا سو رہے تھے چین سے کنج مزار مین

آیا ہے خواب بھی شب وعدہ اگر ہمین
آنکھین کھلی رہی ہین تری انتظار مین

خاک چمن سی کیا ہے مرا کالبد بنا
داغون سے گل جو کھلتے ہین فصل بہار مین

بعد از فنا بھی حسن پرستی سے کام ہے
آئینہ سان صفائی ہے سنگ مزار مین

آنسو بہاؤن آنکھون سے اوسکو لگا کے مین
موتی پروؤن یار کے پھولون کے ہار مین

کیون منہ سے بولتا نہین نکلا ہے اتنو خط
دروازہ بند باغ کا مست کرے بہار مین

روتی ہین یاد گوہر دندان مین رات دن
موتی بھرے ہین مثل صدف یان کنار مین

کہیے وہ لعل لب خط مشکین مین دیکھکر
پیدا ہوا ہے لعل بدخشان تتار مین

فرہاد کی یہ آنکھین ہین شیرین کو ڈھونڈھتی
اے دل غزال پھرتے نہین کوہسار مین

بو ہوئی ہے چرخ اس سی نہین کجروی بعید
سچ یون ہے راستی نہین رفتار مار مین

تجھ بن نہین یہ جلوہ نما شب کو ماہتاب
چشم فلک سفید ہوئی انتظار مین

توسن کے ساتھ دوڑون جو مین منع کر نہ تو
ظالم عنان صبر نہین اختیار مین

پھولون کا ہار بن گیا ہے موتیون کا ہار
ایسا خوشی سی پھول گیا دست یار مین

نفرت یہ ان گلون کو ہے مرنے کے بعد بھی
ہوتا نہین ہے گل مرے شمع مزار مین

۵۵

[illegible]

17544

پانٔون سے اپنے اٹھایگی صحرا مین بھی بہار
چھالے بہار ہو پھول پرو ئینگے خار مین

واجب ہے آب تیغ سے کر لیجیے وضو
سجدہ جو کیجیے خم ابروے یار مین

دریا مین اوسکے تیر مژہ کا پڑی جو عکس
سوراخ ہو ہر ایک گہر آبدار مین

آیا کبھی نہ یار نہ آیا مین آپ مین
اپنے اور اوسکے شکوے کیے انتظار مین

ناسور پڑ گئے ترے دانتونکے رشک سے
روزن نہین ہر یہ گہر آبدار مین

کھا کھا کے گل ہوا ہون جو مین میری خاک کے
طاؤس بنتے ہین چمن روزگار مین

آتی ہی فصل گل مجھے جوش جنون ہوا
زنجیر در سے باغ کے باندھو بہار مین

کرتی ہے صاف آئنے کو خاک دیکھ لے
جوہر نہ پوچھ جو ہین ہر اک خاکسار مین

رکھتے نہین غرور سے وہ پانٔون عرش پر
چلتے ہین سر کے بل جو رہ کوے یار مین

بتلاؤن کیا وہ کیسی ہے آرام کی جگہ
سو جائین پانٔون جاؤن اگر کوے یار مین

اپنے سوا نہین ہے کوئی اپنا آشنا
دریا کی طرح آپ ہین اپنے کنار مین

گویا کبھی ہے یاس کبھی انتظار یار
کیا کیا ہین رنج زندگی مستعار مین

روز دکھلاتا ہے طوفان دیدۂ تر سیکڑون
ایک پل مین ڈوب جاتے ہین یہان گھر سیکڑون

فرقت ساقی مین کھائی داغ دل پر سیکڑون
میکشو ہے ایک مینا اور ساغر سیکڑون

فتنے برپا ہوتے ہین ہر ہر قدم پر سیکڑون
دم بدم دکھلا رہا ہے یار محشر سیکڑون

اپنے رونیکے ہمین لکھتے ہین دفتر سیکڑون
لے صبا طیار کر موجونکے مسطر سیکڑون

فکر رہتی ہے کسی سرو سہی کے وصف کی | راتدن سولی پہ رہتے ہین سخنور سیکڑون
چاہ مین اوسکی گرا دیتے کنوئین مین آپکو | میرے یوسف کی اگر ہوتے برادر سیکڑون
نقش جب لکھوا کے ہمنے اوس پری کو عشق مین | خامۂ عامل کو بھی جھکوائے ہین گھر سیکڑون
مثل طفلان وحشیون سے ضد ہے چرخ پیر کو | گر طلب مینھ کی کرین برسائے پتھر سیکڑون

بندۂ ساقی کوثر ہون مین گویا وقت نزع
لائینگی بھر بھر کے حورین جام کوثر سیکڑون

تو نہین ہے آگے آنکھون کے تو دل خرم نہین | جنبش مژگان کف افسوس ہے کچھ کم نہین
بن ترے فردوس مین بھی دم مرا خرم نہین | نخل طوبی نخل ماتم ہے مجھے کچھ کم نہین
بعد مردن بیقراری سے قرار اکدم نہین | سنگ مدفن بھی ہمارا آسیا سے کم نہین
مثل ساغر لب سے لب اپنا ملادے ساقیا | جام ہے شیشہ ہے ہم مین کوئی نامحرم نہین
دل پریشان ہوگیا اوسکی پریشانی سے ہاے | دو جہان برہم ہین وہ زلف دوتا برہم نہین
قتل کرکے مجکو کیا وہ سر جھکائی شرم سے | اسقدر سرکش ہے جسکی تیغ مین خم نہین
وہ سلیمان ہون کہ ہے ملک جنون زیر نگین | حلقۂ خاتم سے اپنا طوق گردن کم نہین
مر گیا جب مین تو آیا قبر پر وہ سیم تن | خاک ہوجانا دلا اکسیر سے کچھ کم نہین
او دل نادان کہو دیتے ہین میٹھا زہر ہے | کون کہتا ہے لب شیرین مین اوسکے سم نہین
پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پر | گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین
مر گیا ہون مین وہ کہتا ہے کیا ہے کچھ فریب | دم سمجھتا ہے وہ اسکو ہاے مجھمین دم نہین
کیون نہ ہون سب سرنگون اوس بت کے ابرو دیکھکر | سامنے کعبے کے کیسے کس کی گردن خم نہین

بلبوس نو ہو یا کہن پہنے تو کر
میدان مین
یاد کفن
ہے یوسف خورشید روہم ذرہ لبس
کیون ہے تو مجھو زیب تن ہو موت کا
تو دیکھ لو
سامان مین
جلوہ ہے اوسکا چار سو اگر آنکھ ہے
گو جام مے خالی ہوا بھرنا
بیان مین
پیالہ عمر کا
ہے اب کو شوق نشتر جیتی رگین مین
ہے دور ساغر ساقیا ہے ہم
الماس قدر
دوران مین
اوس لب کی مرتی دیکھی سودا ہوا ہے
قدرت خدا کی ہے تجھو ہم اوٹھین
مجھی فقا کان مین
در سے بیٹھ وہ
کہسے کی چیتا بی مری بالو کی

ہر استخوان سے اوسکو چیونٹی پکارتے ہین	ویسی ہی او سکے ساتھ ہے بعد از فنا بھی
باد ام تیھروان پر سر دیدہ سے مارتے ہین	آنکھین دکھا کو کسنے دیوانہ کر دیا ہے
لیلی بھی ہو تو مجنون کہکر پکارتے ہین	ہم سبکو جانتے ہین دیوانہ اوس پری کا
ہاتھون سے قبر مین وہ مجکو اوتارتے ہین	کیا ہی ہوا اجل کا مجھ پر قدم مبارک
منزل تلک پہونچ کر سب بوجھہ اوتارتے ہین	کوچے مین او سکے جاکر سر کاٹ ڈالتا ہون
جسکے سگ شکاری شیرون کو مارتے ہین	اوس شہ پہ ہے مقرر شیر خدا کا سایہ

بازی ہی ہر اوس سے بوسونکی ہے گو یا
ہے جیت یون بھی اپنی کہنے کو ہارتے ہین

پیش نظر ہو تو سدا رہتا ہون مین اس دھیان مین
آنکھون کا دون پردہ لگا جانان ترے دالان مین
بے بادہ ہے رنج و تعب آنسو روان ہین روز و شب
ہے کشتی مے کی طلب ساقی سے اس طوفان مین
تجکو جو اے رشک پری اب اندنون نفرت ہوئی
صورت رگ افسوس کی پیدا ہوئی ہے پان مین
حاضر ہے دل سینے مین یان گر اس پہ تم ہو میہمان
رکھتے نہین اے جان جان غیر از کباب اس خوان مین
تجھ بن جو بے چینی رہی وہ گوش زد ہو جائے گی

[illegible]

اشک گوہر لخت دل یاقوت ہین
عشق کی دولت سے یان کیا کیا نہین

چال ایسی چل زمین ٹھوکر نہ کھاے
اس مین کیا نادان کبھی جانا نہین

بوریے پر ہے قناعت ای فلک
آرزوے مسند دیبا نہین

کر دیا یہ ضعف نے نازک مزاج
نازنینون کا بھی ناز اوٹھتا نہین

اوٹھ گیا یان سے وہ شوریدہ سر
جو ترے کوچے مین اب غوغا نہین

چشم احول مین نظر آتا ہے ایک
کس طرح کہیے تجھے یکتا نہین

آسمان ہنستا ہے اوسکی چال پر
جو کہ اپنی چال پر روتا نہین

پھر گیا ہے آپ وہ مہرو مرا
کچھ فلک تجھ سے مجھے شکوا نہین

نعش پر گویا کی کہتا تھا وہ شوخ
اسطرح کا آدمی ہوتا نہین

کس خوشی سے جان دی اس شخص نے
ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

عطر مٹی کا لگایا چاہیے پوشاک مین
خاک سے رغبت ہے ملنا ہے اک دن خاک مین

سارا عالم ہے ترے دام محبت کا اسیر
صید کیا صیاد بندھتی ہین تری فتراک مین

روے آتشناک پنہان کیا ہو خط سے
آگ پوشیدہ بھلا کب ہو خس و خاشاک مین

کام کیا مجھ مست کو تیرے گل و گلزار سے
باغبان بیٹھا ہون مین بنت العنب کی تاک مین

عشق خط کب پاکبازون کا گریبان گیر ہو
گرد کب بھرتی ہے دامان نگاہ پاک مین

مین وہ ہون صید ستمدیدہ کہ مجکو دیکھکر
اشک بھر آتے ہین چشم حلقۂ فتراک مین

اے گل جو ہاری ضعف کو منہ سے نہ نکلا بات / باتنگ شکستہ رنگ سے ہم گفتگو کرین

آئے اگر شراب کی بو اونکے منہ سے بھی / ہم میکشون سے زاہد اگر گفتگو کرین

محو شراب ایسے ہین ہم مست ساقیا / آئے صدائے قلقل اگر گفتگو کرین

ہین خاک وہ ترستے رخ ناشستہ کو / شبنم سے گل ہزار اگر شست و شو کرین

دیکھیں چمن مین گر قد موزون کو تیرے ہم / مانند شاخ گل ابھی گردن فرو کرین

دل کو چراغ کشتہ مہتاب جل اوٹھے / اکدم نگاہ گرم جو یہ شعلہ خو کرین

آئے چمن مین تو جو برنگ نسیم گل / اے سرو تیرا وصف لب آبجو کرین

ہنستے ہوئے تم آؤ جو گلگشت کو لیے / رونے کا میرے ذکر لب آبجو کرین

ہرگز نہ مین ملون وہ ہون پروانہ نزار / لیکر چراغ مہ جو فلک جستجو کرین

ہمراہ میکدے سے بدامے بھی اوڑ چلے / ساقی کی وان سے اوٹھکے جو ہم جستجو کرین

اسد ری لاغری ہم اگر چاہین اے جنون / حلقے کو چشم مور کے طوق گلو کرین

کچھ مدح چشم یار کرین ہم تو روٹین جام / شیشے گلون کو کاٹین جو وصف گلو کرین

یوسف نہیں ہے یار کٹین جسپہ انگلیان / کاٹین گلے نگاہ جو سوے گلو کرین

مانند گرد باغ سے اوڑ جاے رنگ گل / اوس گل کی ہم اگر صفت رنگ و بو کرین

نافے بنین غزال مضامین کو واسطے / تحریر ہم جو وصف خط مشک بو کرین

تقریر ہو تو گل بنے گلبرگ ہو زبان / ہم اپنے گل کی گر صفت رنگ و بو کرین

اپنے مژہ پہ لخت جگر یون ہے جلوہ گر / روشن چراغ جیسے لب آبجو کرین

[illegible]

ہوئی بعد مرگ صرف ہما اپنی ہڈیاں	گر پیار سے بھی ہم سگ جانان کو تو کرین

مین اوس نبی کریم کا گویا ہون شیفتہ
گر سنگریزے ہاتھ مین لے گفتگو کرین

قتل عشاق کیا کرتے ہین — بت کہان خوف خدا کرتے ہین
سر مرا تن سے جدا کرتے ہین — درد کی آپ دوا کرتے ہین
آتش غم نے مگر پھونک دیا — دل سے جو شعلے اوٹھا کرتے ہین
جامۂ سرخ ترا دیکھ کے گل — پیرہن اپنا قبا کرتے ہین
خون روتی ہے چمن مین بلبل — ہم گلون سے جو ہنسا کرتے ہین
خم ابروے صنم کو دیکھین — ہم یہ کعبے مین دعا کرتے ہین
اپنے ساقی کو شب فرقت مین — پانی پی پی کے دعا کرتے ہین
روز دو چار کا خون کرتا ہے — دست و پا سرخ رہا کرتے ہین
مر گئے پر ہدف تیر ہے خاک — جابجا تودے بنا کرتے ہین
دہن زخم سے ہم قاتل کے — تیغ کو چوم لیا کرتے ہین
شور محشر سے ڈرین کب عاشق — ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
ہوتے ہین دل مین نہایت نادم — خون بے جرم کیا کرتے ہین
منھ ہی ملنے کے بہانے قاتل — کف افسوس ملا کرتے ہین
عوض بادۂ غم ساقی مین — خون دل اپنا پیا کرتے مین

٦١

[illegible]

ذرا تو میان سے تلوار لیکر آ ز ناقاتل ۔ سوا امیر کے کوئی سینہ سپر ہووے تو مین جانون
حجاب ایجان کیون ہے تجکو میرے پاس آنیسے ۔ سوا غم کے ترے کوئی اگر ہووے تو مین جانون
ترنج زر ہین پستان او ر ذقن بھی سیب سیمین ہے ۔ کوئی اوس قد سا نخل بارور ہووے تو مین جانون
دیا بوسہ نہ ہرگز لیگیا دل چھین کر میرا ۔ کوئی دنیا مین تجھسا مفت بر ہووے تو مین جانون
پڑا ہے اسپہ تو زلف دراز یار کا سایا ۔ قیامت تک شب فرقت سحر ہووے تو مین جانون
زبان حال سے کہتا ہے تیرے کان کا موتی ۔ صدف مین ایسی خوبی سے گہر ہووے تو مین جانون
حنائی ہاتھ سے نسبت نہین خورشید تابان کو ۔ مقابل اوس کف پا کے قمر ہووے تو مین جانون
حسین لیلی بھی ہے پر دیکھ میرے یار کو مجنون ۔ دہن ایسا ہو اور ایسی کمر ہووے تو مین جانون
لڑائی یار سے ہے ایدل نادان تری باعث ۔ تگرتو شور اتنا پھر جو شر ہووے تو مین جانون
نچاؤ کر کے یہ حیلہ کہ تھوڑی سی رات باقی ہے ۔ ابھی تم کھولدو زلفین سحر ہووے تو مین جانون

کوئی دم سوئے دے سر رکھکے اوسکو اپنے زانو پہ
جو پھر گویا کے گا ہے درد سر ہووے تو مین جانون

اے صنم تیوری ہے جو ہر ابروے خمدار مین ۔ ورنہ ہے یہ عیب ہووے بل اگر تلوار مین
ہے دل پر داغ اپنا چھین زلف یار مین ۔ آشیان طاؤس نے باندھا دہان مار مین
آسمان کہتے ہین جسکو وہ زمین شعر ہے ۔ ماہ نو مصرع ہے وصف ابروے خمدار مین
اے مری مہر و تو وہ یوسف ہے گر جھونکنے ۔ چرخ سے آکے اوتر کر مشتری بازار مین
مین وہ ہون آتش بیان بولی جو میری سوز کو ۔ آگ لگ جائے زبان مرغ آتشخوار مین

اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ جب اٹھنیکی تب آزاد کرتے ہین

جو ہم وہ مصحف رو دیکھکر فریاد کرتے ہین
تو کافر سنکے کیا کہتا ہے قرآن یاد کرتے ہین

کسی کافر کے کوچے کا جو اکثر دھیان رکھتے ہین
تو سوتے مین بھی سیر گلشن شداد کرتے ہین

رقم کرتا ہون جسدم کاٹ تیری تیغ ابرو کا
گریبان چاک اپنا خامۂ فولاد کرتے ہین

جو یہ سچ ہے نہین بخشش ایک فریبی کو
تو بس ہم وہی کرتے ہین جو آپ استاد کرتے ہین

پہنکر طوق منت کا وہ مہرو سنکے کہتا ہے
یہ کنعان کے زندان کو ہم آج آباد کرتے ہین

جسے یہ ذبح کرتے ہین نہین پھر دیکھتے اسکو
یہ بت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتے ہین

و مر دندان جانان کا دکھایا کرتے ہین نقشہ
ہماری اشک کا یہ مانی و بہزاد کرتے ہین

ولا دیتے ہین اکثر فاتحہ ہم آب شیرین پر
سدا دشت مین روح کوہکن کو شاد کرتے ہین

مثال زخم اپنے منہ سے یہ جو خون لگی آنے
کہ ہردم ہم بیان خونریزی جلاد کرتے ہین

بڑھاتے ہین گلے سے یار کے ہم طوق منت کا
زلیخا قید سے یوسف کو آج آزاد کرتے ہین

صفت ہوتی ہے جب جانان حسین غزل مین تیری ابرو کی
تو ہم سر بیت پر آنکھون سے اپنی صاد کرتے ہین

نہین ہم شغل سے رہتے ہین غافل ایکدم ہمدم
جو بت کو بھول جاتے ہین خدا کو یاد کرتے ہین

کوئی منصور کے حق کنہو کو سمجھا نہین اب تک
وہ خود کو بھول جاتے ہین جو اسکو یاد کرتے ہین

جنون نے خضری چمن مین کی جو اسکو قد موزون نے
سوال اب قمریون سے طوق کا شمشاد کرتے ہین

مقید ہون مین اعضا کی گونسی ناتوانی مین
تردد کس لیے زنجیر کا حداد کرتے ہین

نہین ہے درد مند عشق کو کچھ کام نالون سے
وہان زخم کو دیکھو تو کب فریاد کرتے ہین

ردیف واو

۶۳

صفت پوچھی جو میں نے اوس مسی و سرخی لب کی
صبا نے زرد ہو یا گل کے ترپر برگ سوسن کو
گذر میرا جہان ہوتا ہے سب آنکھین بچھاتے ہین
مین وہ ہون خاک جو ہو سرمہ چشم دوست و دشمن کو
کفن بھی میری نظرون مین ہے اس شادمانی سے
گریبان جانتا ہون او ستمگر زخم گردن کو
خدا شاہد ہے اوکا فر تری گردن کی دوری سے
ہمین دھاگے دیے زنار پہنایا برہمن کو
چمن مین گل کھلائے ہین ترے نقش پای رنگین نے
عوض پھولون کے گلچین خاک سے بھرتا ہے دامن کو

قاصد سے تو اب پوچھتے کچھ دل ہی دھڑکتا
پیغام نہ اوسکا کہین پیغام اجل ہو
تھا آج کا وعدہ سو کہا آؤنگا مین کل
جبتک کہ ہو کل دیکھیے کیونکر یہ مجھے کل ہو
بن تیری اگر جاؤن مین گلگشت چمن کو
سینے کو ہوا تیر ہو پھل برچھی کا پھل ہو
گل گل مری بیکل اوسی کرتی ہے کردن کیا
یارب دل نالان کو کسی طرح سے کل ہو
زلفون کی پریشانی سے کیا دل ہے پریشان
شانے کا ترے ہاتھ اگر آہی کہین شل ہو
غنچہ کو کوئی کہتا ہے کوئی وہم دہن کو
کچھ منہ سے تو بولو کہ یہ عقدہ کہین حل ہو
کسطرح سے ہو زیست بھلا کچھ تو کرو انصاف
بیتابی ہو یان اور ادھر زیست و لعل ہو
اوس گل کو چمن مین ہے جو میخواری سے کچھ ذوق
ہر غنچہ گلگز ار صراحی بہ بغل ہو
کسطرح سے کہہ بیٹھون اوسے چل مری گھر کو
کہتے ہین تب ہی بات جو کہنے کا محل ہو

گویا کے سوا کس کا ہے منہ اوس سے کرے بات
ہر بات مین جس کا فر طناز کے چھل ہو

چلے ہم ای جنون جب فصل گل مین سیر گلشن کو
عوض پھولون کے پتھر سے بھرا گلچین نے دامن کو
سمجھ کر چاند بنتے یار تیرے روی روشن کو
کھا بالے کو ہالہ اور مہ نو طوق گردن کو
جو وہ تلوار کھینچے تو مقابل کردون مین دل کو
لڑاؤن مین وست سے اپنے میں اس پہلو کی دشمن کو
کرون آہین تو منہ کو ڈھانپ کے وہ شوخ کہتا ہے
ہوا سے کچھ نہین ہے ڈر چراغ زیر دامن کو
شرر سنگ لحد سے جھڑتے ہین لطف چراغان ہے
لگایا کرتے ہین لڑکے جو پتھر میری مدفن کو
تھا گردن کا ڈورا کم مرے ایمان لینے مین
پنہایا کس لیے زنار اوس طفل برہمن کو

جھکائے ہین کتنوں ہین جاہ و قرن ز طبع موزون کو
بنایا یوسف گم گشتہ کے مانند مضمون کو

مجھے ذوق شہادت بعد مردن بھی ہے اے قاتل
بھری دامن تو آب تیغ سے دھونا مرے خون کو

خوشی ہوکر جو وہ مہرو گلے میرے لپٹ جاتا
ہلال عید پھر کہتا مین لیے بخت واژون کو

دکھادی اے جنون الفت نے مجھکو جبکہ برگی
مین سمجھا خیمہ لیلی سواد چشم مجنون کو

بگولہ ہالہ مہتاب ہے میرے بیابان کا
فلک رتبہ کہا کرتے ہین وحشی میری ہامون کو

تصور اسقدر رکھا ہے مین نے زلف مشکین کا
بنایا ہے برنگ نافہ ہر اک قطرہ خون کو

نہایت کچھ مکدر ہو کے لیلی وان سے پھر آئی
غبار خاطر مجنون مگر سمجھی ہے ہامون کو

مے الفت کے متوالے جو ہین ایسا ہی بیہوش
صراحی کہتی ہین گردن کو ساغر چشم میگون کو

دکھایا اوس نے دریا پر شب مہتاب کا عالم
مجھے روتے جو دیکھا رخ پہ کھولا زلف شبگون کو

کہو جب صفحہ رخ مین شعر بندش نے ہے صفائی کی
ہزارون پیچ سے باندھا کیے زلفون کے مضمون کو

فلک کو اپنی ہم صورت پہ تو احسان کرنا تھا
شراب عیش سے بھرنا تھا جام بخت واژون کو

سراپا ہے نے مضمون دستہ بالا کے باندھے ہین
زمین اپنی غزل کی کیون نہ سمجھے پست گردون کو

ہین سمجھا کوئی گل سرو گلستان دکھلایا ہے
جو دیکھا پھول سے چہرے کو اور اوس قد موزون کو

ہے بہتر اطلس گردون سے یہ پوشاک عریانی
ہماری داغ سے نسبت نہین تاج فریدون کو

صدائے قلقل مینا یہ ہے محفل مین اے ساقی
دکھا دی چشم میگون کو دکھا دی چشم میگون کو

مری گردش کا افسانہ سنے ہین سالہا اسنے
اسی باعث سے ہے دوران سر مدت سے گردون کو

کبھی جب اپنی گردش کر دیا اوس کو تہ بالا
بنایا شیشہ بازیگران مینائے گردون کو

طوق میری یہ گلے مین کچھ نہین ہے نیا   تا بہ گردن آن ہی پہونچا زلف کی زنجیر کو

جسکی جانب وسمہ دیکھا مرگئے ہم رشک سے   ہم نشانہ بن گئے جسپر لگایا تیر کو

ٹھہرنا مشکل ہے مجھ دیوانے کی تصویر کا   پانون سے پہلے بنایا چاہیے زنجیر کو

یہ کھلا ہے ضعف سے پہونچا وہ اپنی جیب تک   اب گریبان گیر کیجے خار دامنگیر کو

کان کا پردہ لگا دیجے تری دالان مین   رہیے اپنے گھر مین اور سنیے تری تقریر کو

سیکڑون مضمون باندھے ہین غزال چشم کے
فکر گویا نے کیا شرمندہ آہو گیر کو

یان شکوۂ قاتل سے نہ آلودہ زبان ہو   جو زخم لگے وہ پئے شکرانہ دہان ہو

گر دیر لگی روح روانہ مری ہوگی   قاصد سے یہ کہدو کہ خبر لیکے روان ہو

تو تیغ لگائے وہین زخم سے ہنس دون   قاتل ترا شکوہ نہ کبھی مجھسے بیان ہو

گر آہ صبا بنکے چلے یار کی جانب   بے منت قاصد مرا مکتوب روان ہو

جا سکتا نہین جوشش گریہ سے کبوتر   مرغابی ہی نامہ کو مرے لیکے روان ہو

وہ کون سی جا ہے کہ نہین جلوہ نما تم   تسپر نہین معلوم کہ کس جا ہو کہان ہو

سایے کیطرح کیون نکرو سرو کو پامال   تم سرو روان جان جہان آفت جان ہو

مجھ وحشی سے ہرگز نہ چھٹے دشت نوردی   مرجاؤن تو پھر خاک مری ریگ روان ہو

چھا جائے گھٹا اوس مسی لب کا جو ہو ذکر   مینہ برسے مری رونیکا گر حال بیان ہو

مت پوچھ مرا ضعف اگر رو نگلون مین   کیا دخل کہ آنسو مری آنکھون سے روان ہو

ردیف ہا

نہین تیری جفا و فا ہے یہ
قتل کرنا جو ہے ادا ہے یہ

سر قلم کیجیے روا ہے یہ
اپنی قسمت کا بس لکھا ہے یہ

بھن رہا ہے جگر جو مثل کباب
عشق میکش مین بس مزا ہے یہ

خون عشاق کو وہ کہتا ہے
دست و پا کے لیے حنا ہے یہ

اتنی بدخوئیان نہین اچھین
کہہ نہ بیٹھے کوئی برا ہے یہ

کوستے ہو جو ہاتھ اوٹھا کر تم
اپنے نزدیک تو دعا ہے یہ

گاہ ہنستا ہے گاہ چین بجبین
وہ تو شوخی ہے اور ادا ہے یہ

ٹیڑھی سیدھی نہ کیون سنے اوسکی
راست قامت ہے کج ادا ہے یہ

خط کو اپنا جواب نامہ سمجھ
یار نے مجکو بس لکھا ہے یہ

اس کو دستار سرخ مت سمجھو
خون عاشق کا سر چڑھا ہے یہ

ہے فلک پر دماغ گویا کا
جب سے اوس کوچے کا گدا ہے یہ

نیم بسمل کیا ادا ہے یہ
عاشقو لوٹنے کی جا ہے یہ

شب وصل صنم دلا ہے یہ
بوسے ہونٹون کے لے مزا ہے یہ

دل کو کیون پایمال کرتے ہو
نہ تو سبزہ ہے نہ حنا ہے یہ

قد جانان نہین قیامت ہے
زلف جانان نہین بلا ہے یہ

ردیف یا

کس قدر مجکو ناتوانی ہے

[illegible]

اوسکی رفتار کے لکھے ہین جو وصف — کیا مری طبع مین روانی ہے
ناصحا عاشقی مین رکھ معذور — کیا کرون عالم جوانی ہے
کس سے دون اوس صنم کو مین تشبیہ — کب خدائی مین اوسکا ثانی ہے
نہ مرے زخم پر رکھو مرہم — میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
مر گئے مین گئے شمع سان خاموش — گرچہ اپنی بے زبانی ہے
ہم نہین شمع ہون جو اشک فشان — کار عشاق جانفشانی ہے
بیٹھنے گھر مین مرے رکھا اوس کو — یہ بھی تائید آسمانی ہے
دل بھی اوس سے اوٹھا نہین سکتی — ناتوانی سی ناتوانی ہے

قد موزون سے عشق مین گویا — رات دن شغل شعر خوانی ہے

حسرت اے جان شب جدائی ہے — فرقہ لے دل کہ موت آئی ہے
تجھ سے مغرور کی جھکی گردن — یہ بھی اک شان کبریائی ہے
اوس نے تلوار کو سنبھالا ہے — دیکھیے کس کی موت آئی ہے
پھر گیا جب سے وہ صنم بخدا — ہمسے برگشتہ اک خدائی ہے
بات سیدھی بھی وہ نہین کرتا — کج ادائی سی کج ادائی ہے
آپ کو جانتا ہے آئینہ — صاف یہ اوسکی خود نمائی ہے
تم مرے کج کلاہ کو دیکھو — یہ بھلا کس مین میرزائی ہے

[illegible]

[illegible]

سوزش مری دل کی دیکھ ایماہ	گر سیر اس برج آتشی کی
وہ طفل نصیری آسکے شاید	قسمین وہ دون مرتضیٰ علیؑ کی
گردن دبی تھی شمع سرکش	کیون اوسکے گلی سے ہمسری کی
بس رکھدیا خط مین برگ سوسن	جب لکھ سکے صفت مسی کی
ٹھکرا کے چلے جبین کو میری	قسمت کے لکھنے یاوری کی
یہ رشک ہے منھ جو یار دیکھے	صورت دیکھو ن نہ آرسی کی
بھولا تھا مین راہ کوے قاتل	تونے اے موت رہبری کی
اوسکی گردن تلک نہ پہونچا	اے دست دراز کوتہی کی

دل کو پالا بغل مین تونے
گویا دشمن سے دوستی کی

جو نہان تھا وہی ہر سو عیان ہے	یہ کیسے لن ترانی اب کہان ہے
سراپا ماہ کا تجھ پہ گمان ہے	زمین قدمون کے نیچے آسمان ہے
کیا یہ سوز دل نے گرم پہلو	برنگ شمع ہر اک استخوان ہے
ٹپکتا ہے ہمارا خون اس سے	تری تلوار قاتل گل فشان ہے
جو پہونچے ہاتھ زنجیرون کو توڑین	اگرچہ پانون اپنا درمیان ہے
کیا ہے کوچہ قاتل مین اب دل	مسلمان وارد ہندوستان ہے
سنے جو پھر نہ جاگے تا قیامت	ہمارے عشق کی وہ داستان ہے

زر و دینار سے آتا ہے جانان
فریدون پاس یہ سامان کہان تھا
لگادی آگ نالون نے فلک پر
فرشتون کی زبان پہ الامان ہے

لاغری کا میری دعوے حق سے باطل کر دیا
اسقدر صنم تیری کمر کا مو نظر آیا مجھے

اوس کا گیسو جب کہ تا بازو نظر آیا مجھے

آئینہ سے بھی زیادہ چشم جانان صاف ہے
ایک ہی جانب سے پشت و رو نظر آیا مجھے

یار کی آنکھوں پہ سب وحشی چشم پھر گئے
پھر بیابان مرگ سے آہو نظر آیا مجھے

مرثیہ خوان اپنا ہے بازو نظر آیا مجھے

پھوڑی خانہ خراب آنسو نظر آیا مجھے

زار اس حسرت سے رویا مین لپٹ دیوار یار
دیدۂ روزن مین بھی آنسو نظر آیا مجھے

آج جو چاہے سو کہہ وعدہ ہے کل دیدار کا
لن ترانی پھر کہان جب تو نظر آیا مجھے

ابر مین بجلی چمکنے کا مجھے دھوکا ہوا
جب کھلے بالون وہ آتش خو نظر آیا مجھے

چشم جانان مین جو دیکھا سرمۂ دنبالہ دار
بستہ اک زنجیر سے آہو نظر آیا مجھے

حسرت دیدار نے مجھکو کیا یہ جا بجا اس
جستجو تیری رہی گو تو نظر آیا مجھے

یاد آیا دل نہین اپنا ملا تھا خاک مین
رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے

چشم تر مین پھر گیا اوس سرو قامت کا خیال
سرو اگر کوئی کنار جو نظر آیا مجھے

کیا تصور ہے جو دیکھا اپنے جسم زار کو
مین یہ سمجھا اوس کمر کا مو نظر آیا مجھے

کھینچ لی تلوار جب اپنی کمر سے یار نے
باڑھ کا ڈورا کمر کا مو نظر آیا مجھے

جنت کوہی بتان مین جب رکھا مین نے قدم
جام کوثر کاسۂ زانو نظر آیا مجھے

دوسرا مصراع ہے سایہ قد اگر مصرع ہے ایک
مطلع ایجاد جانان تو نظر آیا مجھے

اک غزل کی اور بھی تکلیف دیتا ہون تجھے
شاعرون مین اب تو گویا تو نظر آیا مجھے

اے سگ جانان جسدم تو نظر آیا مجھے
استخوان کا درد بے دارو نظر آیا مجھے

شرم سے اوس چشم مین آنسو نظر آیا مجھے
گردن آہو مین پا گھنگرو نظر آیا مجھے

اوٹھ کے اوس پہلو مین تو بیٹھا تو فرط شوق نے
دل بھی اس پہلو سے اوس پہلو نظر آیا مجھے

ہو گیا مجنون خیمۂ لیلی سمجھ دوڑا ادھر
جب سواد دیدۂ آہو نظر آیا مجھے

نہوگا کوئی مجھہ سا محو تصور
جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہے

مکدر نہو یار تو صاف کہدون
نکیونکر ہو خود بین کہ آئینہ رو ہے

کبھی رخ کی باتین کبھی گیسوؤن کی
سحر سے یہی شام تک گفتگو ہے

محبت جتاؤن تو باور نہ آئے
غرض کسقدر بدگمان یار تو ہے

ملا دے لب جام کو سب سے ساقی
چمن ہے ہوا سرد ہے آبجو ہے

نکیونکر دماغ آسمان پر ہو میرا
بغل مین مرے ساقی ماہ رو ہے

نہین ہے سوا تیرے کچھ مطلب دل
تمنا تری ہے تری آرزو ہے

ہوا ہون زخود رفتہ مین خط جو لکھہ کر
کسی نامہ بر کی مگر جستجو ہے

چمن مین بھی دیکھا تو چرچا ہے تیرا
لب برگ گل پر تری گفتگو ہے

نہ وصل تو رات دن ہے برابر
سحر کی نہ کچھ شام کی آرزو ہے

کسی گل کے کوچے سے گذری ہے شاید
صبا آج جو تجھہ مین پھولون کی بو ہے

نہین چاک دامن کوئی مجھہ سا گویا
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا [illegible] ہو کر تری تیغ سے ٹپکے
ہے شرط وفا یہ نہ ترے تیر سے ٹپکے

اعدا [illegible] نزاکت جو شب بادہ مین نکلا
گرمی سے پسینا رخ بے پیر سے ٹپکے

آہون سے مری اور بھی دوزخ مین لگی آگ
جنت کا مکان رونق تاثیر سے ٹپکے

[illegible] مین پیاسا ہی کہ تو رکھدو جو گلا پر
پانی وہین قاتل لب شمشیر سے ٹپکے

مین نے گل کھایا تو لگا کہنے نہ اوٹھین گے مثال نقش قدم	خوب تازہ یہ گل کھلا بیٹھے جب ترے در پہ یار آ بیٹھے

دیکھ اوس سے سمجھ کے کرنا بات
ہے وہ گویا نہ کچھ سنا بیٹھے

جو وہ اپنی محراب ابرو دکھاوے	بشر کیا فرشتہ بھی گردن جھکاوے
اثر کچھ تو اے آہ سوزان دکھاوے	رقیبون کے دو چار گھر تو جلادے
اگر دیکھے چاہ ذقن اوسکا یوسف	تو پھر آپ کو وہ کنوئین مین گرادے
مین منصور ہون زاہد وحق کہون گا	اگر کوئی سولی پہ مجکو چڑھادے
پڑے اشک ورآہ سوزان کے بس مین	یہ چاہے بہادے وہ چاہے جلادے
بھلا کچھ تو آ کام اے جوش گریہ	کہ غیرون کے دیوار و در کو گرادے
اجل کہہ کے اوس تیغ ابرو کا قصہ	ہے احسان شب ہجر مین گر سلادے
اگر آب ہے تیری خنجر مین قاتل	ذرا میرے دل کی لگی کو بجھادے

پڑھے کب وہ گویا بھلا میرے خط کو
کبوتر کو جو چٹکیون مین اوڑادے

جسم وہ حیران جہان آئینہ ادراک ہے	چاندنی اوس ماہ کی اوتری ہوئی پوشاک ہے
دست کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے	دامن پاک مہ کنعان کو دیکھو چاک ہے
چہرہ گلگون ہے گلشن قامت موزون ہے سرو	گوش نازک ہین گل تر غنچہ گل

٧٣

لگین گر تیر مژگان دل پہ ہی عین آرزو میری	مجھے یہ تیر باران کم نہین باران رحمت سے
ہجوم یاس حسرت ایکسو ہے بیکسی ایکسو	تری عاشق کا جاتا ہی جنازہ شان و شوکت سے
مین دیوانہ ہون مرہم فائدہ مجکو نہ بخشیگا	اگر اچھے بھی ہون گی زخم تو سنگ جراحت سے

وہ مجھسے بے طرح روٹھا تھا لیکن میرزا ہی گویا
منایا لاکھ منت سے خوشامد سے سماجت سے

اوسکو مجھسے روٹھا دیا کس نے	میرے دل کو دکھا دیا کس نے
دام کاکل دکھا دیا کس نے	مرغ دل کو پھنسا دیا کس نے
خم ابرو دکھا دیا کس نے	کعبۂ دل گرا دیا کس نے
اے فلک ہم تو بیٹھے ہنستے تھے	اوٹھتے اور ٹھتے رلا دیا کس نے
آئینے مین دکھا کے تیری شکل	مجھکو حیران بنا دیا کس نے
مین گیا اوسکے گھر تو کہنے لگا	گھر ہمارا بتا دیا کس نے
نہین معلوم شوق قتل مین کچھ	سر ہمارا اوڑا دیا کس نے
نساۓ کسی کی آنکھون مین	نظرون سے گرا دیا کس نے
مانگتے ہی گناہگار ہوۓ	اوس سے بوسہ لیا دیا کس نے

کل تلک دوست تھا وہ گویا کا
آج دشمن بنا دیا کس نے

ملی ہاتھون مین یہ حنا کس نے	خون سر پر مرا لیا کس نے

چاندنی پر وہ پھر رکھے نہ قدم
ہم فقیرون کا بوریا سمجھے

تیرے ابرو کو جو ہلال کہا
ماہ نو سے بھی کچھ سوا سمجھے

مرون تو وہ جواب نامہ لکھے
خط نہ آنے کا مدعا سمجھے

ہاتھ اوٹھا کر لگا جو کوسنے وہ
واہ رے ہم اوسے دعا سمجھے

جو ہے بیگانہ آشنا ہے وہ
ہم جو کہتے ہین کوئی کیا سمجھے

ہمکو نظرون سے پیستے ہین آپ
چشم بد دور توتیا سمجھے

جب سے اوس کوچے مین قدم رکھا
کیمیا کو بھی خاک پا سمجھے

تجکو او نوجوان کہا نے مثل
آج معنی لافتا سمجھے

ہمنے جب دیکھی چاندنی چھٹکی
تیری او تری ہوئی قبا سمجھے

کاسئہ ماہ جب سے دیکھ لیا
تب سے گردون کو ہم گدا سمجھے

اپنی فہمید پوچھ مت گویا
کچھ نہ سمجھے یہ بارہا سمجھے

نہین کچھ غم گلستان سے جو فصل گل جاتا ہے
وہ بلبل ہون کہ گل کھا کھا کے تازہ گل کھلاتا ہے

کہو اوس برق وش سے آج لازم ساتھ آنا ہے
غبار دل پہ ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے

ذبح مین جیٹیون کی میری زنجیرون کا دانا ہے
جنون مجھ زار کو تسپر بھی کہتا ہے تو دانا ہے

مثال نقش پا لاکھون پڑے رہتے ہین سر اوسجا
مگر قاتل ترا گنج شہیدان آستانا ہے

گریبان پھاڑ کر دست جنون سے ہو گئی صحبت
ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اوڑانا ہے

نمایان چین زلف یار سے ہے کان کا موتی
عوض دانتون کے اوسکے دام مین ہے موتی کا دانا
میری آنکھون سے دوری مین گر موتی کا دانا ہے
تصور رات دن ہے ہمکو ہم دندان جانان کا
[illegible]
چلا ہے دل غم سوزان پہ دل جانان کو کوچے مین
[illegible]

بجلی کی سی ہے صورت صاف باقی پر لگانا ہے
کبھی مژگان دکھاتا ہے کبھی سرخی کا دنبالہ
[illegible] منصور کو شاید کہ سولی پر چڑھانا ہے
جھکانے دیتی ہین آگے تری ہم [illegible]
زبان تیغ سے قسمت کو کھٹے کو بڑھانا ہے
نہین پھولے سماتی بلبلین شوق اسیری مین
مگر صیاد کو گلدام گلشن مین لگانا ہے

دیوان ۷۴

[illegible]

داغ دل تازہ ہوا آہ دل ناشاد سے
ہو گیا روشن چراغ اپنا گذر باد سے

پیا ہے معشوق کی ہمنام سے بھی عشق ہو
جان شیرین کو ندے کہنا تھا یہ فرہاد سے

دامن صحرا ہوا ٹکڑے پرای دست جنون
جیب صبح حشر بھی پھاڑین تری امداد سے

قامت موزون کا سایہ دیکھکر کہتا تھا شوخ
کس کا مصرع لڑ گیا ہے مصرع اوستاد سے

سر کو پھوڑا کوہ کن کی عقل پر پتھر پڑین
پھوڑ ڈالا خانۂ خسرو نہ کیون بنیاد سے

کون یہ صیاد گلرخسار آتا ہے صبا
شور بلبل کم نہین شور مبارکباد سے

ہون میں وہ بلبل کہ مثل طائر قبلہ نما
منھ قفس مین بھی نہ پھیرا خانۂ صیاد سے

زخم جو لگتا ہے بنتا ہے دہان شکر وہ
بڑھتی ہے میری وفا ظالم تری بیداد سے

پھوڑ ڈالا سر کو سنگ آستان یار سے
ہم بھی او شیرین نہین ہین کم ترے فرہاد سے

یار اگر آتا نہین تو ہی شب فرقت مین آ
اے اجل تو نے بھی کیا ہمکو بھلایا یاد سے

ہون وہ نالان گنبد گردون نے گھبرا کر کہا
سر پھرا جاتا ہے ملے گو یا تری فریاد سے

ہون مثل نے نو مجھے نسبت سپند سے
نالے نکل رہے ہین مری بند بند سے

کوچے مین زلف کے دل و جان یون ہوئے جدا
جسطرح دردمند ملے دردمند سے

عاشق کی آہ جائیگی اب عرش سے پرے
زلف دراز بڑھ گئی قد بلند سے

تمکو خدا دکھائے تبو انقلاب عشق
اپنا بھی درد کہتے پھرو دردمند سے

ہے آہ بیکسان کی رسائی خدا تلک
چڑھ جائیے فلک پہ دلا اس کمند سے

کیا نگاہ مست سے ساقی نے نظارہ کیا | محتسب سرشار ہو زاہد جو ہی مستانہ ہے
اعتبارات جہان کثرت میں تو وحدت کو دیکھ | وہی مہمان وہی خانہ وہی صاحبخانہ ہے
آج افسانے سنا کرتا ہے بہر خواب ناز | دیکھ لینا بے خبر کل تو بھی اک افسانہ ہے
اس چمن میں خار چشم ہر گل و نرگس ہوں میں | ہان مگر کچھ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے
ہے وضو بہنا لہو کا قتل ہونا ہی نماز | سر جھکانا زیر خنجر سجدۂ شکرانہ ہے
پڑ گئی ہے جان سی ہر ایک بت میں ای صنم | اندرون تیرا تجلی گاہ کیا بتخانہ ہے
دل پڑا جلتا ہے اب ہی جان تو آنکھوں میں آ | دیدۂ گریان عزہ سے صورت خمخانہ ہے
رعد ہے نالہ مرا ابر سیہ مژگان تر | جسکو بجلی کہتے ہیں وہ آہ بیتابانہ ہے

قیس وگویا وامق و فرہاد پر موقوف ہے
جو ترے کوچے میں آیا ای پری دیوانہ ہے

کم ہوا ہوں نظروں سے ایسی ناتوانی ہے | اب اودھر سے ارنی ہے یہاں سے لن ترانی ہے
آنکھ اوٹھا کے گر دیکھو عین مہربانی ہے | لو دعا ضعیفوں کی ثمرۂ جوانی ہے
وہ لگاتے ہیں مہندی ہم بھی ہیں لہو روتے | وہاں ہے مشق خونریزی یہاں بھی خونفشانی ہے
حال دل کبھی اوس سے گر کہوں تو کہتا ہے | اور ہیں سنے قصے یہ بھی اک کہانی ہے
پوچھتا ہے کیا ہمدم حال زندگانی کا | جب جدا ہوا جانان خاک زندگانی ہے
اسکو ہے یقین کامل رخ پہ ماہ تابان کا | اوسکی جو قبا کا رنگ آسمانی ہے
کرتے ہو اشارہ کب ہمکو اپنی ابرو سے | تیغ گر لگا بیٹھو یہ بھی مہربانی ہے

کشور دل مین کیا تلاطم ہے | صورت اک انقلاب کیسی ہے
دل پھنسا جب سے زلف و کاکل مین | حالت اک پیچ و تاب کیسی ہے

دیکھ ہمت حسین کی گویا
سبب عطا بوتراب کیسی ہے

مجکو چاہ ذقن دکھاتا ہے | میرا یوسف کنوئین جھکاتا ہے
کچھ تو سیدھی بھی بات کرتا ہون | ترچھیان وہ مجھے سناتا ہے
شمع محفل وہ مجکو سمجھا ہے | شاید اسواسطے جلاتا ہے
عقل اول کے ہوش اوڑتے ہین | چٹکیون مین وہ جب اوڑاتا ہے
زلف کو چھیڑتا ہے جب شانہ | دل مرا پیچ و تاب کھاتا ہے
گرمیان غیر سے نہ کر ظالم | جل رہا ہون عبث جلاتا ہے
برگ گل سے زیادہ لال ہین ہونٹھ | کوئی جانے کہ پان کھاتا ہے
خاک سے بھی مری غبار رہا | قبر کو ٹھوکرین لگاتا ہے
غنچے غیرت سے کھل نہین سکتے | جب چمن مین وہ مسکراتا ہے
مثل آئینہ اوس سے صاف ہین ہم | جو ہمین خاک مین ملاتا ہے
تجھکو اپنی ہنسی خوشی کی قسم | کس لیے تو ہمین رولاتا ہے
دیکھیے کس کی پیاس بجھتی ہے | خنجر آبدار لاتا ہے
دید کی آنکھ ہی نہین رکھتے | لن ترانی کسے سناتا ہے

مثل حباب آنکھ جو کھولی تو یہ کھلا
گویا اسی سبب سے جہان خراب کی
[illegible]

دم آیا میری آنکھوں مین نہ آئی تم نہ آئے تم	اجل بہتر ہے اس ہر روز کی امید واری سے
جسے مین دیکھتا ہون یار کے دانتوں کا شیدا ہے	منجم کو بھی ہر دم کام ہے اختر شماری سے
خرامان دیکھکر گلشن مین سرو سہی قامت کو	لجا لونگے نخل گلستان شرمساری سے

وہین دھو جائیگا دینگے جو مجکو دفتر عصیان
کہ پانی پانی ہو جائیگا گویا شرمساری سے

پیتے ہین خون دل نہین خواہش شراب کی	دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی
پیتے ہی مجکو دارو بیہوشی ہو گئی	تاثیر ہے یہ یار کی جھوٹی شراب کی
مسکن کو اپنی چھوڑ کے زلفون مین جا پھنسا	وحشت تو دیکھیو دل خانہ خراب کی
کس شہسوار کی ہے قدمبوس کی ہوس	صورت جو بنگیا ہے مہ نو رکاب کی
کس کوچے سے نکال کے مارا ہے دشت مین	دیکھو جنون نے کیا مری مٹی خراب کی
سینہ خیال یار سے بتخانہ بن گیا	ناقوس آہ سے ہے دل پر اضطراب کی
بعد از فنا بھی شیشۂ ساعت کی خاک مین	تاثیر ابتلک ہے وہی اضطراب کی
پہونچایا مجکو کعبۂ کوے بتان تلک	بارے دعا خدا نے مری مستجاب کی
اے شہسواریان بھی قدم رنجہ کیجیو	ہے حلقہائے چشم مین صورت رکاب کی
دریا رواں ہے فرقت ساقی مین چشم مین	درکار اب ہوئی مجھے کشتی شراب کی
پرتو پڑا جو خواب مین اوس رشک ماہ کا	صورت لگی ستارے سے ملنے حباب کی
دیکھا تجھے جو خواب مین جاگی مری نصیب	بیداری سے فزون ہوئی توقیر خواب کی

وہ بت ہم کو نہین ہے پسند ... امید مغفرت
ہزارون منہ سے بہتر ایک تیری بے زبانی ہے
تڑپتا ہون مثال برق یاد یار جانی ہے
بھلا اے ابر شب ہجران بلا سے آسمانی ہے
فغان ہے درد ہے غم ہے ... زندگانی ہے
عمر اسکا ہے چلا وقت سحر جب وہ بت کافر

[illegible]

پڑے جو سایہ جو میرا تو آتشخوار جل جاے
سمندر میری سوز دل کو آگے پانی پانی ہے

ہمارا نامہ دیکر ا ک بھیجو قاصد
جو پوچھے یار کہدینا یہ پیغام زبانی ہے

بچھا ہے دشت مین ہر ایک جانب فرش کانٹو کا
جنون مجھ آبلہ پا کی مگر اب میہمانی ہے

ہماری خاک پر آتے ہوئے جو تم ملے رو
عوض پھولونکی تربت پہ مگر تیوری چڑہانی ہے

لکھا القاب نامے مین مجھے نامہربان اوس نے
کیا بھولے ہو ونکویا د یہ بھی مہربانی ہے

لگایا ہے جو اپنے دانت پہ میرے شکر لب نے
تو ہے میٹھی چھری تلوار شیرین ادسکا پانی ہے

ہوا ہے تب کہین غربال سینہ اوسکی تیرون سے
اسی امید پر جب ہمنے برسون خاک چھانی ہے

جو ایسا کے نامہ تو جواب غیر لاتا ہے
یہ قاصد خطر رسانی ہے و یا ایذا رسانی ہے

عوض نامے کے بھیجین گے اوسے لوٹن کبوتر ہم
اسی دیر مین قاصد دل کی بیتابی دکھانی ہے

ہم ایسا روئے تھے اکروز اوسکی منھ پہ منھ رکھکر
ہوئی ہین مدتین چاہ ذقن مین اب بھی پانی ہے

تری تصویر اگر کھینچے دہن کی جا لکھے مانی
خدا ہی عالم الغیب ورنہ یہ ستر نہانی ہے

جگر مین خار غم ہین اور تڑپتے ہین نہین کہتے
ازل سے یان تو گویا شکل ماہی بے زبانی ہے

ہمین اس قید ظلم سے تو رہائی ہوتی
شب ہجران کی عوض موت ہی آئی ہوتی

آئینہ دیکھتے تم تو نہ صفائی ہوتی
اوس سے بھی آنکھ لڑاتے تو لڑائی ہوتی

خود فروشی سر بازار جو لائی ہوتی
ان بتون کی تو خریدار خدائی ہوتی

وعدہ دیدار کا ہے شکل دکھائی ہوتی
کل جو آنی تھی قیامت ابھی آئی ہوتی

کبھی مژگان کبھی ابرو وہ دکھاتا مجکو — کبھی برچھی کبھی تلوار لگائی ہوتی
گل نہ ہنستے تری فریاد پہ یون اے بلبل — مرے نالون کی اگر طرز اوڑائی ہوتی
آب شمشیر سے طوفان بپا ہو جاتا — مری اشکونمین جو قاتل نے بجھائی ہوتی
دہن یوسف مصری مین بھر آتا پانی — اوس شکر لب نے جو تقریر سنائی ہوتی
مہر و مہ ہوتے مری طرح تری دیوانے — چاند سورج کی جو زنجیر دکھائی ہوتی
ہے یہ پیوستہ مژگان اوسکا جو پڑتی مری آنکھ — شکل روزن نہ کبھی اوس سے جدائی ہوتی
ہجر ساقی مین جو ہم آنکھون سے دریا روتے — خود بخود کشتی مے لینے کو آئی ہوتی
مین وہ مجنون ہون دکھاتا جو کہین جذبۂ دل — محمل ناز سے لیلی نکل آئی ہوتی
بادشہ وقت کے ہین دولت خاموشی سے — مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوتی
عمر بھر مین دہن زخم سے خندان رہتا — تو نے ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتی
ہون وہ دیوانہ کہ بنجاتی وہ مجنون کی شبیہ — لیکے مٹی مری لیلی جو بنائی ہوتی
تھی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد — بعد مرنے کے مری خاک اڑائی ہوتی
یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجکو شہید — لاکھ ہم چشمون نے آنکھون سے اوٹھائی ہوتی
درد ہوتا مرے زخمون مین تو میٹھا میٹھا — اوس شکر لب نے جو شمشیر لگائی ہوتی
ہاتھ سے اپنے جو وہ رشک چمن گل لیتا — شمع فانوس مین پھولی نہ سمائی ہوتی
مرگئین تجھ بن وہ چمن مین تجھے لازم تھا صبا — سرو قد قمریون کی خاک اوڑائی ہوتی
سگ دلبر کبھی آتا تو پئے استقبال — ہڈی ہر ایک بدن سے نکل آئی ہوتی

نظارۂ رخ ساقی سے مجھے مستی ہے
یہ آفتاب پرستی بھی مے پرستی ہے
خدا کو بھول گیا محو خود پرستی ہے
تو اور کام مین ہے موت تجھہ پہ ہنستی ہے
نہ گل ہین اب نہ وہ ساقی نہ مے پرستی ہے
چمن مین مینھ کی عوض بجلی برستی ہے
یہ ملک حسن بھی جانان عجب بستی ہے
کہ دل سی چیز یہان کوڑیون سے سستی ہے
مہ صیام مین گو منع مے پرستی ہے
مگر ہون مست کہ ہر روز فاقہ مستی ہے

٨١

دکھائی جس نے یہ صورت ہمیں دم آخر	اوسی کو دیکھنے کو روح اب ترستی ہے
نہ ٹوٹے شیشہ سے میری سنگ مرقد پر	پس اب فنا بھی مجھ پاس مو پرستی ہے
اسیر کرکے ہمیں خوش نہو جیو صیاد	کہ تو بھی یاں گرفتار دام ہستی ہے
عجب نہیں دم عیسی سے بھی جو گل ہوجائے	کہ شمع صبح بہار اچراغ ہستی ہے
وہ مانگتا ہے مری جان رونمائی میں	یہی جو سول ہے تو جنس حسن سستی ہے
کسا ہے اس نے تو یوسف کا چاک دامن پاک	نہ پوچھو عشق کی جو کچھ درازدستی ہے
کہوں میں ہے وہی ساقی وہی سبو وہی جام	مدام بادۂ وحدت کی مجکو مستی ہے
علم ہے تیغ دو دم تیری سر جھکاؤں ہو نہیں	تری گلی میں بھی ظالم بلندی پستی ہے
جو چاہے رحمت حق عجز کر شعار اپنا	رواں ادھر کو ہے پانی جدھر کو پستی ہے
سفید ہوگئے موے سیاہ غفلت چھوڑ	ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے
ہر اک جوان کا قد خم ہوا ہے پیری سے	مآل کار بلندی جہاں میں پستی ہے
وہ اپنی جنبش ابرو دکھاکے کہتا ہے	یہ وہ ہے تیغ اشاروں ہی سے جو کستی ہے
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار	صنم بغل میں ہے دل محو حق پرستی ہے

ہے خوب پہلے سے گویا کروں میں ترک سخن
کہ ایک دم میں یہ خاموش شمع ہستی ہے

ہوں وہ بلبل کہ دی حق نے چشم تر مجھے	نالوں کو منقار دی بندھنے کی خاطر پر مجھے
ہے حجر ساقی میں جو خوش آئے مے احمر مجھے	باعث دوران سر ہے گردش ساغر مجھے

پونچھوں اشک گرم تو جلنے لگی بجلی کی طرح
مین شعر یانی مین ممنون ہون کسی ہمچشم کا
کب ہوئی فرصت گریبان سحر کو چیر کر
نوچکر کیون میری پر لڑکے اوڑا یا گر تو نین
حسرت دیدار کچھ لگتی ہے اپنی یار کو
آگیا جسدم عرق اوس کے رخ پرنور پر
جامۂ عریانی تن چاک ہو مثل کتان
ناتوانی سے پڑا ہون خاک پر تو کیا ہوا
وصف تیری بیدہانی کے جو مین و وزبان
انتظار نامۂ جانان نے زار ایسا کیا
وان قبا تو نے اوتاری یار بہر خواب ناز
خانہ بر دوش اس گلستان مین ہا مین عمر بھر
وہ نشانہ ہون جہان تو ہو گا اوڑ کر جاونگا
وصف چشم مست کچھ کہکر اگر مین چپ ہون
کعبے اور بتخانے جانے سے بھلا کیا کام تھا
شکر اللہ گر کبھی ہوتا ہے درد استخوان
اس نے بان ہر کیا کر ہمین ساقی کوثر کی طرح

دے فلک بالفرض اگر دامان ابر تر مجھے
جامۂ آب وان دے اشک چشم تر مجھے
چاک کرنا ہی ابھی تو دامن محشر مجھے
کر دیا ملے ہین اس طرح اوڑ نیکے خاطر مجھے
آنکھ کے ڈورے سے بنوانا ہے اب مسطر مجھے
ماہ تابان پہ نظر آنے لگے اختر مجھے
گر بلالی تیغ دکھلائے مرا دلبر مجھے
لے اوڑی ہین ہوش میری تا فلک اکثر مجھے
اس لیے کہتے ہین سب غیب اللسان اکثر مجھے
لائے خط جبتک صبا بس لے اوڑی صرصر مجھے
یان جنون نے اپنے جامے سے کیا باہر مجھے
ہون وہ بلبل آشیان ہین میری بال و پر مجھے
اتھو او ظالم ترے تیرون نے بخشے پر مجھے
صورت مینا کہو قلقل لب ساغر مجھے
تیری گھر کی جستجو پھرواتی ہے در در مجھے
دیکھ جاتے ہین سگان کوچہ دلبر مجھے
یا الٰہی دے زبان موجہ کوثر مجھے

خار چھکر جو ٹوٹتا ہے کبھی	آبلہ پھوٹ پھوٹ روتا ہے
آنکھیں نرگس ہیں رخ ہے گل قد سرو	تو تو اے گل چمن سراپا ہے
کام پوشاک سے نہیں ہمکو	عیب پوشی ہمارا شیوہ ہے
دی سلیمان کی اوس پری کو قسم	اسطرح شیشے میں اوتارا ہے
زلف نے نقد دل کیے ہیں جمع	اب تو یہ سانپ کوڑیالا ہے
پہونچے ہیں گور کے کنارے ہم	ہم سے اب تک نہیں کنارا ہے

جرم گویا کے بخشوا دینا
یا محمد فقیر تیرا ہے

سائل ہوں اور تیر کا اوس خانہ جنگ سے	گو زبان تیز خم کی منھ میں خدنگ سے
مستی میں توڑ ڈالا ہے شیشوں کو سنگ سے	نبو محتسب ہوں نشہ مے کی ترنگ سے
ابرو نے تیغ تیز سے مجھکو کیا شہید	مژگان ابرو چھپوں سی نگہ نے خدنگ سے
رو رشک نخل طور ترا سایہ گر پڑے	مثل عقیق نکلے شجر دم میں سنگ سے
پہلے ہی محتسب کے اونھیں سر پہ توڑ دے	آخر وہ شیشے توڑیگا اک روز سنگ سے
ہردم نہ منھ کو دیکھ مرے سر پہ توڑ ڈال	آخر بنا ہے آئینہ اے طفل سنگ سے
اے محتسب تو انکو مرے سر پہ توڑ ڈال	بنوائے شیشے ساقی نے لڑکوں کی سنگ سے
مطرب بھی روئیں سن کے مری نالوں کی صدا	افزوں ہر جام چشم کہیں جلترنگ سے
مطرب نے ہجر یار میں چھیڑا اوسے اگر	آواز گریہ آئیگی چھیر تار چنگ سے

تو چمن میں نہیں جاتا ہے تو بار غم سے
ایک ہی دن میں قد سرو دوتا ہوتا ہے
تیری کی مئی کہیں ناخن پا سے اوسکے
ماہ نو اس لیے انگشت نما ہوتا ہے
کھینچ لیتا ہے وہ جو وقت ادا سے شمشیر
کام اتنے ہی میں عاشق کا ادا ہوتا ہے
[illegible]

دیکھ کر دیتے ہیں مست ہاتھ سے کھو دولت فقر
شاہ کہلاتا ہے جو کوئی گدا ہوتا ہے

عرق آتا ہے جواب دو پہ تو کہتا ہے وہ شوخ
آب شمشیر سے طوفان بپا ہوتا ہے

غم میں اوس ماہ کے بن جائیگا شکل مہ نو
چرخ بھی آج کل انگشت نما ہوتا ہے

غل مچایا ہے جو زنجیروں نے ای زندانیان
قید سے کون گرفتار رہا ہوتا ہے

ہاتھ رکھتا ہے وہ بت اپنی بھووں پر اسطرح
جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے

تھا گرفتار شب و روز نگہبانی میں
ہم جواب چھٹتے ہیں صیاد رہا ہوتا ہے

پھر بہار آتی ہے اے خار بیابان خوش ہو
آج کل پھر گذر آبلہ پا ہوتا ہے

ہے رخ پنجۂ مژگان ترے ابرو کیطرف
ماہ نو سچ ہے کہ انگشت نما ہوتا ہے

ایسی نفرت ہے کبھی تیر لگا تا نہیں یار
میری مٹی سے جو تودہ بھی بنا ہوتا ہے

ہے مری طالع خفتہ کا جگانا مشکل
شور محشر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہے

مر گئے ہم تو صبا لائی جواب نامہ
وہی ہوتا ہے جو قسمت لکھا ہوتا ہے

بات بھی منہ سے نکلتی نہیں اوسکی آگے
مجھے حیرت ہے کہ گویا تجھے کیا ہوتا ہے

نہ آسمان کے ہوئے اور نہ ہم زمین کے ہوئے
جو تیرے دل سے گرے ہم نہ پھر کہیں کے ہوئے

گدا جو کوچۂ گیسوے عنبرین کے ہوئے
تو بادشاہ خطا کے ختن کے چین کے ہوئے

نہ اپنے گھر کے نہ ہم کوی نازنین کے ہوئے
ہوئے جو آپ سے باہر نہ پھر کہیں کے ہوئے

انھیں کے عشق نے یارب مجھے کیا گمراہ
میں کیا کروں کہ صنم سنگ راہ دین کے ہوئے

فراق یار میں اعضا میں ...
یہ دونوں ہاتھ بھی ...
جو گیسو کھول دیے ...
مری نگاہ میں وہ سانپ ...
برائیوں کو میری ...
پسند طبع ...
کرینگا ہم درخشان یہ حسن روز افزون
کہ دو ہی ہفتوں میں تم چاند چودھویں کے ہوئے

[illegible]

قرہ اوسکے جو بوگشتہ میرا ہو دل کیا ہوا تجھ کو
نکلے ونکلا ادب لگے گو یا یار کی زلف دو تا تجھ کو
گنہ گار آبھی ہون پر امید بخشش ہے خدا تجھ کو
نہ گھبہ محروم میرے سر کو تو وحشت سر خم سے
کیے ہیں پیچ کیا کیا سر خمیدہ ہی آخر اوس بت کی
بنایا ہی پریشان تو نے مجکو لے سیہ بختی
خبر کیونکر ہوئی تجکو ہماری بیقراری کی
لیا ہی دل جو میرا تو نے چشم مست دکھلا کے
جو تیرا نام لون زخمون کے منہ مین پانی بھر آئے
ہر اک روزن ہی اختر ماہ نو ہر حلقہ در سے
گریبان پھٹ گیا از خود پھر استقبال آئیگا
چلے خط لیکے سو دریا کشتی ہو قلمدان کی
کسی بیجرم کی گردن پہ آکر ٹھہرتی ہے
گرد ہین یار کی نظرون سے ہم ہی اشک کی صورت
کیا غم تو نے شاید ہم سیہ بختون کو مرنیکا
اگر خط غیر کا لے ہاتھ مین جانان جلا دینا
جو اوس کوچے کا پھرنا یاد آئے میری پاؤنکو

کمان کیطرح ان تیر نگان کیون جھکا تجھ کو
کہا مشک ختن اوسکو ہوئی کیسی خطا تجھ سے
ستم مجھ سے کرم تجھ سے خطا مجھسے عطا تجھ سے
تمنا عالم وحشت مین ہی یہ ساقیا تجھ کو
رسائی سیکھیے والعیاذ اے زلف رسا تجھ کو
کھنچا ہے خوب نقشہ گیسوی دلدار کا تجھ کو
تری اشکون کی جھڑی نے شاید کہدیا تجھ سے
عوض شیشے کی ساغر مانگتا ہون ساقیا تجھ سے
ملا ہے لے زبان تیغ قاتل کیا مزا تجھ سے
مکان یار کا کہتا ہون اے قاصد پتا تجھ سے
اگر اے آستین دست جنون باہر ہوا تجھ سے
دم تحریر کیا لے چشم تر دریا بہا تجھ سے
اگر امید وش قاتل تیغ ہوتی ہی سوا تجھ سے
عجب کیا ہی جو قاصد خط ہمارا گر پڑا تجھ سے
جو مدت سے صنم سرمہ لگانا چھٹ گیا تجھ سے
تمنا ہی یہی اے آتش رنگ حنا تجھ سے
نکل جائین صد اکیطرح اے زنجیر پا تجھ سے

۸۵

پھر یہ تو کاھوا اون پر گمان	پھر سینے بعد وہ آنے لگے
پھر مجھے الله دے صبر و قرار	پھر بہت ترسا ہین ترسانے لگے
رہتی ہے پھر سینے مین تصویر یار	دل کو پھر اس طرح بہلانے لگے

پھر خیال زلف ہے گو یا ہمین
پھر ہم اوسکے پیچ مین آنے لگے

کیون بہنے لگی آٹھ پہر چشم تر ایسی	کیون رہنے لگی شدت درد جگر ایسی
کیا وصف لکھون کاکل و رخسار صنم کا	دیکھی نہین ہمنے کبھی شام و سحر ایسی
کس نے یہ گلال اوس رخ روشن پر ملا ہے	چھائی نہ شفق چہرۂ خورشید پر ایسی
اسواسطے ہے ضبط کہ تا عرش نہ جاوے	آجائے کہین لب پہ نہ آہ جگر ایسی
نقشے تو بہت خامۂ قدرت نے بنائے	لیکن نہ بنا پھر وہ دہن ایسا کمر ایسی
کیا ڈھونڈھیے اوسکو کہ نشان تک نہین ملتا	ہمنے کبھی دیکھی نہین نازک کمر ایسی
دیکھون جو رخ یار مین آئینے کو بدلے	کب ہوگی میسر مجھے یارب سحر ایسی
مین کیا کہون جو صبح جدائی نے دکھایا	ہوگی نہ قیامت کی بھی ہرگز سحر ایسی
جسطرح کہ ہو مثل گہر دانت کے دانے	آگے دُرِ دندان کے ہے قدر گہر ایسی
کہتا ہون نہ کچھ اپنی نہ سنتا ہون کسی کی	ان روزون غشی رہتی ہے دو دو پہر ایسی
تیغ نگہ و تیر مژہ روکے جو ہر دم	جز داغ جگر لاؤن کہان سے سپر ایسی
اے جو لقا کس سے تجھے دیجیے نسبت	صورت نہ پری کی ہے نہ شکل بشر ایسی
افسردہ ہوا میرے دم سرد سے عالم	ٹھنڈی بھی نہین ہوتی ہے نسیم سحر ایسی

۸۷

حال جس سطر مین ہوتا ہی میری رودکا	دائرہ اوس کا ہر اک دیدۂ تر ہوتا ہے
کبھی کچھ زلف کی باتین کبھی رخ کا مذکور	شام سے ذکر یہی تا بہ سحر ہوتا ہے
مین سبکدوش سدا قید الم سے آزاد	کب گرفتار قفس مرغ نظر ہوتا ہے

یاد مین اون دُرِ دندان کے جو روون گویا
آنکھ سے اشک نکلتے ہی گہر ہوتا ہے

دم پھڑک جائے جسے سنتے ہی تقریر یہ ہی	دیکھے تو جی ہی نکل جائے وہ نگہ تیر یہ ہے
قتل ہونگا مین تری تیغ سے یہ لکھا ہی	جوہر تیغ نہین ہے خط تقدیر یہ ہے
دیکھتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر	پیچ مین آئین گے اوس زلف کی تعبیر یہ ہے
جھڑ ہوا اشک روان پنچہ تا صد مژگان	چشم مژگان ترے مضمون کی تاثیر یہ ہے
آسمان کی ہمین گردش ہی وسان کی گردش	کہکشان یہ ہی نہین چرخ پہ شمشیر یہ ہے
لاکھون عاشق ہوے وہان نقش بدیوار ہین چپ	کوچۂ یار ہے یا گلشن تصویر یہ ہے
بیخودی مین گل و سنبل کو جو دیکھا تو کہا	رخ گلرنگ یہ ہے زلف گرہ گیر یہ ہے

وصف اوس عارض و گیسو کے کرون کیا گویا
روز روشن ہے اگر وہ تو شب تیر یہ ہے

لگا کر دل بہت نا آشنا سے	عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے
سوال بوسۂ لب سے رکے تم	لگے چڑنے فقیرون کی صدا سے
ملایا مہر و مہ نے بار ہا منھ	نہین نسبت تمھاری نقش پا سے

بے زبان کوئی ہے کہتا کوئی بیہوش مجھے — باتیں سنواتے ہیں کیا کیا لب خاموش مجھے
ہاتھ میں کاسۂ سر لے کے لحد سے نکلوں — ابھی گر یاد کرے ساقی مینوش مجھے
پوچھوں اب کس سے نشان اپنے کمان ابرو کا — لب سوفار نظر آتے ہیں خاموش مجھے
منہ جیبوں پہ کیا کرتا ہوں پیراہن چاک — زیب دیتا ہے جو کہتے ہیں کفن پوش مجھے
یاد گیسو میں سدا ڈھانپ کے منہ سوتا ہوں — ایک زنگی نے کیا خلق سیہ پوش مجھے
کس سے اب پوچھیے یاران عدم کا احوال — نظر آتے ہیں لب گور بھی خاموش مجھے
ایکدن شہر خموشان میں ولا جاتا تھا — لتہ الحمد کیا ضعف نے خاموش مجھے
زاہد وجرم کیا کرتا ہوں میں بہر ثواب — دل ترے کعبہ سے کرتا ہے سیہ پوش مجھے

بھر کے اشک آنکھوں میں پی جاتا ہوں میں اے گویا
یاد جب آتا ہے وہ ساقی مے نوش مجھے

چمن میں گل میں شیشوں میں شراب اپنی نکالی ہے — ولی آغوش اپنا فرشتہ ساقی میں خالی ہے
فلک بھی ساقیا مست شراب اپنی نکالی ہے — نہیں ہے یاد تو تلوار مستی میں نکالی ہے
ستم ہے کون سی بات ان ستمگاروں کی خالی ہے — نگہ میں تیرہ آنکھوں میں غضب ہونٹوں پہ گالی ہے
کریگا منع گر ناصح تو پھر ہوگی شکر رنجی — زبان پر یار کا افسانۂ شیرین مقالی ہے
رخ پر نور پر تیرے نظر آجاتے جب ابرو — کہوں میں چشمۂ خورشید میں کشتی ہلالی ہے
فغان ان سے کہ میری وہ نہ دیکھ کر قامت — کہا کرتا ہے مجکو وہ فغانی ہے بلالی ہے
چمن میں خط ساقی نے دکھایا سبز باغ ایسا — پیالی گل کی نظروں میں زمرد کی پیالی ہے

جلنے لگے تلوے جو چلے یاد مین اوسکی
گویا ہے غضب یار کی رفتار مین گرمی

خاکساری چاہیے عبد خدا کیواسطے
کبر زیبا ہے ہمہ جناب کبریا کیواسطے

باوفا تھا مر گیا اک بے وفا کیواسطے
آشنا تھا جان دی نا آشنا کیواسطے

باغبان دیوار گلشن تک تو لے دے مجھے
قینچیان لگوا نہ ای ظالم خدا کیواسطے

بے طالب گر موت بھی آئے تو شادی مرگ ہون
سنت عیسیٰ نہ لون ہرگز دوا کیواسطے

آسمان گر وقت دعا محراب ابرو کا خیال
تیغ ہو محراب بھی دست دعا کیواسطے

اسے ہما ہے پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے
بادشہ آتے ہین پابوس گدا کیواسطے

اوسکے لب پر سرخی پان دیکھکر کہتا ہے خضر
خون یہ کسکا ہو گیا آب بقا کے واسطے

بعد مرنیکے بھی پیسین ہمکو طفلان حسین
لین ہماری خاک کی گل آسیا کیواسطے

منہ دکھا بعد اک مہینے کو تو ای خورشید رو
ماہ نو ہے سر جھکائے التجا کیواسطے

بلبلو عریان ہو جاؤن اگر گلشن کو مین
دامن اپنا پھاڑ کر دین گل قبا کیواسطے

چھوڑ دنیا کر قناعت بیٹھ کنج فقر مین
خاک مت سر پہ اوڑا ظل ہما کیواسطے

جانب گلشن مجھے صیاد لیجاتا نہین
تو ہی از خود رفتگی لیچل خدا کیواسطے

ہو گیا نایاب جب عقدہ یہ تب ثابت ہوا
اوس کمر کی دید ہے اہل فنا کے واسطے

خاک ہو جا پھر سیہ بختی کا ہرگز ڈر نہین
ہر جگہ آنکھون مین ای دل توتیا کیواسطے

ہون وہ مجرم کانپتا ہے خوف سے سارا بدن
ہاتھ اوٹھاتے شرم آتی ہے دعا کیواسطے

٨٩

خط میں لکھنی ہے حقیقت کچھ دل افگار کی
چاہیے پھر نظم منقار موسیقار کی

کیجیے تعریف کیا کیا اوس پری رخسار کی
نازکی انداز کی رفتار کی گفتار کی

ہجر کی شب بس یہی ڈر ہے جھپکتی ہے نہ آنکھ
نقشہ میں کرتا ہوں کیا کیا دیدۂ بیدار کی

جا ہے گل نکلیں گے شعلے شاخ گل ہے عندلیب
دیکھ لینا باغ میں جب آہ آتشبار کی

سرخی لب کے تصور نے لگا دی دل میں آگ
آتش یاقوت سے گرمی ہے یاں بازار کی

مر گئے ہیں ہم و لے آنکھیں کھلی ہیں دیکھ لے
بعد مردن بھی رہی حسرت ترے دیدار کی

پھر لگا تلوار قاتل ہنستے ہیں زخم بدن
زعفرانی دیکھ کر رنگت تری رفتار کی

دیکھ لینا مر گیا جس روز میں دل خستہ تو
سرد ہو جائیگی پھر گرمی ترے بازار کی

میں ہوں اے جراح کشتہ اوسکے خط سبز کا
زخم پر پٹی لگا نا مرہم زنگار کی

آپ سے گذرے جو گویا ہو سکے کو سے یار تک
پہنچے جب ہو گئی باقی خبر تب یار کی

ترکیب بند

یہ کیا الم ہے جو ہے چاک چاک جیب سحر
یہ کیا الم ہے جو ہے خورشید تک برہنہ سر

ہے چاندنی میں دلا سیل اشک کا عالم
وفور گریہ سے اب ہے سفید چشم قمر

سیاہ پوش ہوا ہے الم سے چرخ کبود
برنگ داغ دل ماہ ہے ہر اک اختر

بنا ہے چاند کا ہالہ بھی حلقۂ ماتم
ہے برج آبی گردوں بشکل دیدۂ تر

مجھے ہے رنج کسی حور کی جدائی کا — قریب مرگ ہوں میں اور ہے وہ مجھسے دور

جہان آنکھوں میں تاریک اسقدر ہے کہ اب — نظر میں ایک ہیں لیل و نہار ظلمت و نور

مدام رہتی ہے اب آہ گرم شعلہ فشان — عجب نہیں ہے گرین گر کباب ہو سکے طیور

جو میرے حال سی ہوتی ہے گر کبھی آگہ — تو نالے کرنے میں کرتی نہیں ہے حور قصور

نیو چھید نیش الم نے یہ کاوشیں کی ہیں — دل و جگر کو بنایا ہے خانۂ زنبور

کنون چہ سان نشوم بیقرار یا اللہ
زتیغ ہجر دلم شد فگار یا اللہ

فلک نے مجکو دیا داغ نوجوان افسوس — مہ دو ہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس

بھلا ہو خاک میری زیست جب جدا ہو جائے — انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس

ملایا خاک مین اوس رشک ماہ تابان کو — زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس

خیال یار جب آتا ہے رو کے کہتا ہون — رفیق و مونس و دلدار و مہربان افسوس

نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے — کرون میں کس سے یہ احوال دل بیان افسوس

چمن مین مثل صبا کس امید پر جاؤن — کرے گی کا ہیکو سوسن بصد زبان افسوس

مرے الم مین مگر روئین یہ مری آنکھیں — دہن کرے مرا افسوس با زبان افسوس

نہ آشنا کوئی گل ہے نہ کوئی بلبل یار — ہے مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس

چمن مین پھیری نرگس نے آنکھ اب مجھسے — نہیں نظارے کے قابل مین ناتوان افسوس

بگریہ آیم اگر گل بباغ ے خندد — بگریہ آیم چو بلبل بباغ می خندد

٩١

اکیلا راتون کو روتا ہون ڈھانپ کے منھ — بیان مین کس سے کرون آہ یہ غم پنہان
گیا جو زیر زمین تو نے میری جان آرام — پڑا ہون خاک پہ مین صورت تن بیجان
قرار و صبر فقط تھا ترے سبب دل کو — جو تو ہی پاس نہین پھر قرار و صبر کہان
کبھی مین سر در و دیوار سے پٹکتا ہون — کبھی مین کہتا ہون اب گھر ہے خانۂ زندان
کبھی یہ کہتا ہون کیا ہو گیا مرے اللہ — کبھی ہون صورت آئینہ ششدر و حیران
فلک نے دیکھے ہین میری جو صدمۂ شب ہجر — طلب ہلال سے کرتا ہے بہر نالہ زبان
برنگ موج ہون ایجان بیقرار ایسا — جو موتی ہاتھ مین لون ہو وہ گوہر غلطان
اگر مین نالۂ پر درد کر کے رونے لگون — زمین کانپ اٹھے روئے گنبد گردون

فلک بگریہ در آید ز اشکباری من
زمین بلرزہ در آید ز بیقراری من

اگرچہ جانتا ہون دم کا کیا بھروسا ہے — یہان جو آیا وہ ایکدن روانا ہے
رہے نہ حضرت یوسف اور نہ حسن پاک انکا — رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق اوسکا ہے
نہ اب ہے لیلی و شیرین نہ قیس نہ فرہاد — نہ اب جہان مین وامق ہے اور نہ عذرا ہے
نہ اب ہے قیصر و خاقان نہ سلطنت نہ حشم — نہ ہین سکندر و جمشید اور نہ دارا ہے
نہ جنکو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی — سو اونکے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے
نہ گل سے کان ہین اونکے نہ آنکھ نرگس سی — نہ مثل سنبل تر کاکل چلیپا ہے
سر عزیز پہ تھا جنکے تاج سلطانی — ہر اک فقیر کی ٹھوکر سے اوسکا کھاتا ہے

رواں ہیں آنکھوں سے دریا لگی ہے دل میں آگ	ہوا ہوں میں تری فرقت میں صرف آتش و آب
امید وصل نہیں تاب زیست یا قسمت	دکھائے دیکھیے کیا کیا یہ ہجر خانہ خراب

امید نیست دگر دفع این ملال شود
مگر بمیرم و اے جان بتو وصال شود

بلا ہے جسم ہے جان اور وبال دوش ہے سر	ہر ایک دم دم خنجر ہے ایک مو نشتر
نہوگا مجھ سا کوئی خستہ سو پریشان حال	ستم رسیدۂ ہجران و بیکس و مضطر
اگرچہ کہنے کو گویا ہوں خلق میں مشہور	تری فراق میں رہیوں خموش آٹھ پہر
کسی نے بات جو کی رو کے بس جواب دیا	کسی نے حال جو پوچھا دکھایا داغ جگر
الم گذرتے ہیں جو جو خدا ہی واقف ہے	ہزار داغ مصیبت ہیں اک مری دل پر
نہیں ہے اسکا بھی کچھ غم مگر ہے یہ تیرا دھیان	نہ اپنے جی کا مجھے ہوش ہے نہ دل کی خبر
جو تو ہی پاس نہیں کیا کرونگا مال و منال	فقیر ہوں یہی آتا ہے اب خیال اکثر
ترے مزار پہ جاروب کریے مژگان	چھڑکیے پاکی طینت سے آب دیدۂ تر
ہوس نہ ملک کی دل میں نہ مال کا ہے خیال	نہ آرزو ہے مجھے دولت کی ہے نہ خواہش زر

کنون نماند تمنا دگر امید شوم
سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم

سلام

سلامی پیاسا مارا اگر ہوں نزدیک میں کہ نہ ہے سر بر	سدھارا ساقی کوثر کا بیٹا حوض کوثر کو

سلام

روز قتل شاہ دین ہے سب جہان غمناک ہے
ہر گھڑی صبح شہادت تک گریبان چاک ہے

سلام

شبنم سے اشک کی ... پا ہی حاجت ہے
... باحشمت یہ شاہ زمن اپنا
تلوار کا ... محشر اب عبادت ہے
... اپنا سجدہ سجین کا
ابھی تھی قضا و سوم ... کا مہمان ہے

صاحبان ہے رشک ... یہ جہان تنہا نہین روتا ہے غم شبیر مین
ہیں ... عباس اسے ... کی ... پانی کی
کس قدر فرزند حیدر کی عزیز و ... سب عدو
یہ جوان ہاشمی ... شاہ سے کہتی تھی بانو دل جلی
مر گیا اصغر تو ... زندگانی خاک ہے
کیا غضب ہے جو پلا تھا فاطمہ کی گود مین
خاک پر افتادہ وہ مثل خس و خاشاک ہے
دیکھ کر اصغر کو شہ کہتے تھے دیکھو ظالمو

حضرت نے رو کے کہا ہو گئے شہید امام
سمجھ کے پانی بلکتا تھا اصغر بے شیر
غضب ہے جسکا پدر ہووے ساقی کوثر
چلے یہ کہکے سکینہ سے نہر کو عباس
کہا امام نے صابر ہون ورنہ مثل پدر
امام کہتے تھے ہونگا مین اس زمین مین شہید
ہوا شہید جو فرزند مصحف ناطق
پیادہ لیگئے تا شام اوسکو کرکے اسیر
یقین یہ ہے کہ تری مغفرت ہوا ہی گویا

صدائے گریۂ زہرا جو آتی باہر سے
جو اشک بہتے تھے بانو کے دیدۂ تر سے
کنار نہر وہ اک بوند پانی کو ترسے
نہ پانی ملیگا تو لاؤنگا آب کوثر سے
جو چاہون قلعے اوکھاڑون ہزارون خیبر
سنی ہے مینے خبر بارہا پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
صدا تلاوت قرآن کی آتی تھی سر سے
محال اوٹھنا تھا جس ناتوان کا بستر سے
کمال مجکو محبت ہے ابن حیدر سے

سلام

شہ کہتے تھے مجرائی یہان رنج بھی راحت ہے
آگے ہے سر سرور پیچھے شہیدون کے
وابستہ سلاسل ہے دیکھا تو کہا شہ نے
زینب نے کہا بیٹے مرنے کو مری جائین
اکبر نے کہا رو رو مین وعدہ کر آیا تھا
تنہا تھے کھڑے سرور اسکتے نہ تھے اعدا
نوشہ جو بنا قاسم مان کہتی تھی قاسم کی

گر سر ہے چڑھے نیزے پہ معراج امامت ہے
کیا خوب امامت ہے کیا خوب جماعت ہے
زنجیر کو عابد کے اب ہاتھ دون گر بیعت ہے
پردیس نکلے کوئی شبیر کی رخصت ہے
صغرا کے نہ لانے کی کیا مجکو ندامت ہے
ہیبت یہ شہ دین کی اللہ کی ہیبت ہے
چہرے کو ذرا دیکھو اللہ کی قدرت ہے

[illegible]

یہ شاہ کہتے تھے بانو سے دیکھ مقتل کو
سنان پہ دیکھکے سر شہ کا لوگ کہتے تھے
جو نالہ کی خیمے میں اصغر کو شہ تو بولے حرم
تباہ لوٹے ہوئے سر کھلے پریشان حال
جو نونہال تھا اصغر شہ اوسکو بھی چھوڑا
موسے پہ مادر قاسم یہ بین کرتی تھی
شقی یہ کہتے تھے پیدل ہی لیچلیں گے ہم
ستم ہوا ہے کہ بادختران اعدا سے
کریم بخش دے تو اوسکے سب گناہونکو

چلا ہے لڑنے کو اکبر یہ شادمان کیسا
نئی طرح کا ہے یہ برج میں نشان کیسا
لہو ہے حلق سے یا شاہ دین روان کیسا
چلا ہے شام کو زہرا کا کاروان کیسا
قلم ہوا ہے پیمبر کا بوستان کیسا
مرے بنے کو بنایا ہے خونفشان کیسا
علیؑ کا پوتا ہے بیمار و ناتوان کیسا
خدا کے شیر کا اوجڑا ہے گلستان کیسا
ترے حسینؑ کا ہر یار نوحہ خوان کیسا

سلام

لازم ہے ہر کسی کو اطاعت حسینؑ کی
مشکیں بندھا کے رشتہ پہ ہنستے تھے اہل شام
روتے تھے زار زار پیمبر بہشت میں
سجدے میں سر جھکا دیا محراب تیغ میں
بیعت طلب حسینؑ سے کی ظالموں نے آ
نیزوں پہ تھے سر شہیدان کے آگے سر امام
خنجر چلا گیا نہ اوٹھی سجدے سے جبیں

مغفور ہے جو جنکو ہی چاہت حسینؑ کی
تغیر تھی جو پیاس سے حالت حسینؑ کی
کرتے تھے شکر یاد مصیبت حسینؑ کی
زخموں سے ہو رہی تھی طاقت حسینؑ کی
واجب ہے سب کو بیعت حسینؑ کی
دیکھو تو کیا ہے امامت حسینؑ کی
دن ہے جہان میں عبادت حسینؑ کی

۹۵

شہ کہتے تھے یعقوب سے یوسف تو ملا تھا
لیکن نہ ہمارا مہ تابان نظر آیا

کبرا نے شب عقد جو قاسم پہ نظر کی
آئینے کے مانند وہ حیران نظر آیا

جو زخم تھا سو گل کی روش آ کے تھا خندان
سرو کا تن پاک گلستان نظر آیا

زندان میں گئی ہاے جو وہ زینت بنت
یہ کہتی جنت سے وہ زندان نظر آیا

گویا مری بخشش کا یہ سامان نظر آیا

اکرتا ہون بیان شاہ کا روتا ہو نمین و نزات
ید بیضا سے فزون جو کہ ہے تنویر مین ہاتھ

مجرئی باندھو شقی ہاے وہ زنجیر مین ہاتھ
خواہش تیغ مین سر تھا طلب تیر مین ہاتھ

سینۂ شاہ شہیدان تھا سنانکا مشتاق
آئیگا روز جزا اشمر کا تقریر مین ہاتھ

خون ناحق کا وہ شبیر کے ہوگا شاہد
روئے شہ ڈال کو پھر گردن شبیر مین ہاتھ

ہوگئے زینب مظلوم کے بیٹے جو شہید
کام سے جاتا رہا اوسکا بس آلتے مین ہاتھ

مارا دلبند ید اللہ کو جس شخص نے تیر
تھی یہان ذکر مین مشغول تو تھا دیدے مین ہاتھ

شہ کو تلوارین لگاتے تھے شقی دیکھ قریب
شہ نے بانو کا دیا جب کف شمشیر مین ہاتھ

کیا کہون اہل حرم روئے جو وقت رخصت
ایک تھا ہاے کف ظالم بے پیر مین ہاتھ

ایک سجاد کا تھا ہاتھ بندھا رسی سے
وہن زخم سے مشغول تھے تکبیر مین ہاتھ

محو تھے ذکر خدا مین شہ دین وقت نماز
نہ اوٹھے وقت نماز اوسکے جو تکبیر مین ہاتھ

کہا سجاد نے کیا ضعف ہے الصداسلام
اشقیا بولے عجب شہ کا ہے تسخیر مین ہاتھ

عزنے کی آ کے جو بیعت تو کیا سر کو نثار
نظر آیا جو اونھین قبضہ شمشیر مین ہاتھ

قدم شاہ پہ گر گر کے عدو کہتے تھے

جب ہوئے رخصت مزارِ شاہ سے
دفن اصغر کو کیا اکبر کو بھی
روتی تھی بانو یہی کر کر کے بین
ہو جہان تابع سلیمان جاہ کا

بولے عابد جیتے جی ہم مر چلے
ہائے ان ہاتھوں سے کیا کیا کر چلے
گھٹنیوں بھی تم نہ اے اصغر چلے
چرخ پر بھی حکمت اختر سے چلے

دوست میرے شاہ کے گویا ہوں شاہ
تیر اور تلوار دشمن پہ چلے

سلام

چرخ پر ماہِ محرم جب نمایاں ہو گیا
اے سلامی ہر ستارہ چشمِ گریاں ہو گیا

باغِ جنت کو چلیں گے یہ خوشی تھی شاہ کو
زخم جو تن پر لگا تھا روئے خنداں ہو گیا

گرد صحرا کی پڑی جب چہرۂ شبیر پر
مثلِ مہ ابرِ غباری میں وہ پنہاں ہو گیا

کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجاد کو
غم یہی تھا خانۂ زنجیر ویران ہو گیا

اسقدر عباس نے کھائے تھے زخمِ تیغ و تیر
دم میں وہ گل سا بدن رشکِ گلستاں ہو گیا

زینب و کلثوم نے سر سے ردائیں پھینک دیں
چاک جب صبحِ شہادت کا گریباں ہو گیا

حضرتِ مسلم نے کوفے سے یہ نامے میں لکھا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمنِ جاں ہو گیا

ایک قلم کٹ کر گری جب نونہالانِ حسینؑ
عاقبت باغِ امامت صاف میدان ہو گیا

ہل گئے ارض و سما اور عرش تھرا اُٹھا
خاک و خوں میں جب سرِ شبیرؑ غلطاں ہو گیا

تیر اک ظالم نے مارا جو سرِ پرنور پر
خون سے تر عمامۂ شاہِ شہیداں ہو گیا

بند ۱۳

عباس سے جو دوش پہ ... علم رکھا
اور وقت آئی عالم بالا سے یہ ندا
... علمدار کے واسطے

بند ۱۴

... قتل مین آئی ... زہرا
... کی خاک ...

بند ۱۵

صغرا کو پوچھ کر جو چلے کربلا کو شاہ
اہل حرم کا حال ... تھا تباہ
... مادر کے واسطے

صغرا کو ناگوار جو تھی فرقت پدر لائے اگر جلد مرے باپ کی خبر	لکھتی تھی خط کو بال کبوتر سے باندھ کر شہپر بنے یہ نامہ کبوتر کے واسطے

بند

سب کٹ گئے تو لوٹ گیا خیمہ امام کا بے پردہ کے ظالمون نے سکینہ ...	بے رحم جبکہ سر سے لگے چھیننے ردا چادر تو چھوڑ دو مری مادر کے واسطے

بند

جب سر حسین ابن علی کا کٹا ... یہ کس حدیث کون سی آیت ...	کیونکر ... فوج شام کا آل نبی کو قتل کرین زر کے واسطے

بند

زینب پکاری قتل کیا ... سر پر ہمارے ...	اتنا تو رحم حال پہ ہو ... ... کے واسطے

بند

تم نے تو ... یہ کیا جفا جو ...	... تمھارا ہے رہنما ... عترت اطہر کے واسطے

بند

آیا جو غیظ مین ... حضرت کے ...	آئیں زینب ... اوتری تھی آسمان سے جو حیدر کے واسطے

گویا فقیر ہے ترے نانا کے نام کا
یا شاہ دین ہی بس یہی مطلب غلام کا

روضہ ہی جس زمین مین خیر الانام کا
تھوڑی سی جا ملے مجھے بستر کے واسطے

سلام

رتبہ نہ کیون بلند ہو میرے سلام کا
ٹھرا ذکر ہون حسین علیہ السلام کا

ہاتف نے کی ندا کہ سخی کا ہی سر بلند
نیزے کی نوک پر جو چڑھا سر امام کا

شبیر چاہتا تو ابلتا زمین سے آب
محتاج تھا وہ آپ سے پانی کے جام کا

شہ غیظ مین جو آئے تو ہاتف نے کی ندا
رکھیے نشان امت خیر الانام کا

کرتا نہین غزال حرم کو بھی کوئی صید
کاٹا لعین نے سر شہ بیت الحرام کا

لرزتا نہ کربلا مین تجلی طور سے
جانا حسین ابن علی کے خیام کا

جب آفتاب صبح قیامت کو ہوا عدو
ہو کیون نہ شب سیاہ بھلا فوج شام کا

لوٹے سے خدا جو آئے حرم مین تو بولے شاہ
مضمون ہی بن کے طور ابیل کے پیام کا

رو رو کے کہتے تھے ہم حالان عرش
بلوا ہے ناصحگان خدا پر عوام کا

کرتے تھے شہ سے ماہ بنی ہاشم التجا
اب قتلگہ مین نام ہو دشمن غلام کا

تھی شام ہوئے شہید تو کہنے لگے امام
گلگون ہوا لپسر حسن سبز فام کا

خون دیدہ فلک سے روان کتنے وقت
غم اسقدر ہے بادشہ تشنہ کام کا

کرتے نہ کیون امام کو مرزو دیے نشان
منظور تھا مٹانا پیمبر کے نام کا

۹۹

تو اوسکے سوگ مین زلفون سے پیچ و تاب کیا

کبھی یہ کہتے تھے شہ مر گئے علی اکبر
کبھی پکارتے تھے اے شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
پھٹا ہی جاتا تھا سوزِ الم سے سبکا جگر
حسین کہتے تھے اکبر کی لاش پر جا کر

تمھارے داغ نے بابا کا دل کباب کیا

جب آیا لاشۂ اصغر حرم کے گھر سارے
یہ بانو روکے لگی کہنے سو گئے پیارے
کہا یہ شاہ نے حسرت سے کرکے نظارے
نہ نیند آتی تھی اصغر کو پیاس کے مارے

گلے پہ تیر جو آکر لگا تو خواب کیا

یہ غم سے پیٹی کہ بس نیلا کر دیا منھ کو
لہو یہ روئی کہ گلرنگ کر دیا منھ کو
مگر نہ کعبۂ مقصود سے پھرایا منھ کو
بنی کی لاش جو آئی چھپا لیا منھ کو

دلھن نے حضرت قاسم کا کیا حجاب کیا

نہ لب پہ آیا گلہ اوس امام زادی کے
چھدے تھے خار سے پا اوس امام زادی کے
بندھے تھے ہاتھ ہی کیا اوس امام زادی کے
گلے مین طوق بھی تھا اوس امام زادی کے

خدا نے جسکے تئین مالک الرقاب کیا

ہر ایک گام پہ گر پڑتے تھے امام ہدا
یہ فرطِ ضعف تھا ہرگز چلا نہ جاتا تھا
زمین اولٹ نہ گئی آسمان گر نہ پڑا
سوار گھوڑے پہ اعدا پیادہ شہزادہ

عجب طرح کا زمانے نے انقلاب کیا

وہ دیکھتا جو کبھی جام شہ کا نور العین
تو یاد آتے لب خشک سید الکونین

دیوان تمام شد

دیوان من تصنیف

شیخ امام بخش ناسخ

ورنه او کے سرِ دنیا دارد / روے دل جانب عقبی دارد
دست او وقت جهادِ اصغر / دل او محو جهادِ اکبر
سرورِ لشکرِ اهلِ اسلام / روح در پیکر اهل اسلام
چشم او هست حیا آلوده / دل او هست وفا آموده
وعده اش صادق و عهدش واثق / زین حشم هست زیاده لائق
ذیل اغراق بتقریرم نیست / یک قلم شبهه بتحریرم نیست
گر پیاده پدرش رو بنهد / اسپ و با ساز و یراقش بدهد
سائل اسپ چو گردید دو چار / کرد فی الحال ورا فیل سوار
عدل او شرع پیمبر باشد / خویش و بیگانه برابر باشد
سیم و زر بخشد و منت ننهد / مزد بے رنج و مشقت بدهد
صد و سی سال سلامت باشد / هر دم افزونی دولت باشد
نظم او وزن فصاحت دارد / نثر او سجع بلاغت دارد
مے چکد عشق ز هر مصرعهٔ او / نور صد حسن بهر مطلع او
قصهٔ عشق همه دیوانش / داستان دل او دستانش
دفتر شعر مرتب فرمود / گلشن نظم مرتب فرمود
سال اتمام و سن ترتیبش / گفت دل هست کتابِ دلکش
۱۲۴۲ ۱۲۴۲

ایضاً

ایضاً ۱۰۱

صد و بیست سالش بود زندگانی
باقبال و با جاه و با کامرانی
نصیبش بود صحت و عافیت هم
قرینش بود عشرت و میمنت هم
بود لطف نظمش به از آب گوهر
زبان بشست لا ریب از آب کوثر

در تاریخ ترتیب دیوان
از شیخ امام بخش ناسخ

دو آتش خم و کلک او بادہ نوشست	مضامین او ہمچو مستی بجوشست
چو مائل بترتیب و تالیف آن شد	بہر صفحہ رنگ گلستان عیان شد
نہ تالیف و ترتیب دیوان نمودہ	کہ او نخلبندی بستان نمودہ
بگفتند سالش زمہ تا بماہی	کہ ترتیب دیوان ہمایون الٰہی

تاریخ از مضطرب

از نظر دیوان گویا چون گذشت	یافتم نظمش ہمہ جان سخن
ہر زمین شعر بر گردون رساند	اللہ اللہ شوکت و شان سخن
از میان شہ مردان چو برست	چون نباشد زمرہ سلطان سخن
ناظم ملک معانی طبع او	بست فکرش زیب دیوان سخن
چون کلام خویش را ترتیب داد	شد فراہم جملہ سامان سخن
چون پے تاریخ گشتم مضطرب	گفت ہاتف وہ چہ بستان سخن
پیش فکر بلند گویا	تا عرش نہ کچھ حجاب دیکھا
دیوان دیکھا تو مضطرب نے	چون سحر آثر کتاب دیکھا
جس دم پڑھے شعر عاشقانہ	بس دل کو پر اضطراب دیکھا
اللہ رے رتبۂ فصاحت	بیحد اور بے حساب دیکھا

دیوان ناسخ ۱۰۲

[illegible]

تاریخ

[illegible]

ترتیب کی تاریخ جو ناسخ نے طلب کی	بولا کہ یہ دیوان ہے گلستان فصاحت

تاریخ

ہراک بحر دیوان گویا ہے دُر خیز یہ تاریخ ترتیب دیوان ہے ناسخ	نہ یون بے بہا پائے دریا نے موتی پروئے ہین لڑیون ہین گویا نے موتی

تاریخہاے ترتیب دیوان از مرزا فرخ شاعر

شعر فقیر محمد خان کے بسکہ ہین ننگ نقص سے پاک بسکہ ہر ایک زمین غزل مین نقد معانی ہین بجید جب کیا تفسیلم وسنے دیوان فرخ نے یہ قلم سے کہا	جلسے مین ہین شاعرون کے صاف آئینہ حیرانی زا رنگین شعر و سخن کا ہے اوسکا باغ وبہار جوانی زا لکھ دیباچہ باغ وبہار و گنج نظم معانی زا

تاریخ

جو دیکھی ہر بحر شعر گویا در مضامین سے وہ بھری ہے نہ کیون ہو ملک سخن پہ قبضہ نہ کیون ہو رعب اوسکا شاعرون کی جب اپنا دیوان اوس نے بانٹا سروش غیبی نے صدا دی	ہو کیون نہ لفظون مین آبداری کہ معنی ترسی روان ہے کہ تیغ بران زبان گویا ہے زور طبع وبہادری ہے کرامت شاعری ہے تاریخ کیا کرامات شاعری ہے

تاریخ

سن ۱۰۳ [illegible]

ادسکا دیوان ہے گر مجمع بحرین سخن
لب ہر اک ساحل وہر بحر غزل جیحون ہے
سال ترتیب کی تاریخ کا آیا جو خیال
کہا فرخ نے کتاب سخن موزون ہے

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا جل وعلا اور نعت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح ہو کہ دیوان بلاغت و فصاحت نشان فقیر محمد خان اوغفر اللہ فی الدارین کا مطبع فیض منبع جناب منشی نول کشور مقام کانپور ماہ جولائی ۱۸۸۶ عیسوی مین چھاپا گیا فقط کتبہ وزیر خان